ایک ضروری التماس

جو اصحاب اِس کتاب کا مطالعہ فرمائیں - انکی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ہمیں ازراہِ کرم اپنا نام اور ڈاک کا مکمل پتہ لکھ بھیجیں تا کہ ہمارے ہاں سے اُردو علم و ادب کی جو نہایت **مُفید کتابیں** وقتاً فوقتاً شائع ہوتی ہیں - اُن کی اِطلاع اَور دیگر مطبُوعات کی فہرست ہم اُن کی خدمت میں روانہ کرتے رہا کریں - اُمید ہے کہ ہمارے معزز بھائی اَور بہنیں ہماری اِس درخواست کو شرفِ قبول بخش کر نہ صِرف اپنا پتہ بلکہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے نام و پتے بھی ہمیں بھیجکر ممنون فرمائینگی -

(شیخ) **عنایت اللہ** منیجنگ ایجنٹ تاج کمپنی لمیٹڈ
قرآن منزل - ریلوے روڈ لاہور

حقیقتِ صوم و صلوٰۃ

از

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی

ناشران
تاج کمپنی لمٹیڈ۔ قرآن منزل ریلوے روڈ لاہور

طبع سوم

قیمت ۱۲ر

فہرست

۵

عبادت

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں بیان فرمایا ہے۔ کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ط یعنی "میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا اور کسی غرض کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں" اس آیت سے معلوم ہوا کہ آپ کی پیدائش اور آپ کی زندگی کا مقصد اللہ کی عبادت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ عبادت کا مطلب جاننا آپ کے لئے کس قدر ضروری ہے اگر آپ اس کے صحیح معنی سے ناواقف ہوں گے تو گویا اس مقصد ہی کو پورا نہ کر سکیں گے جس کے لئے آپکو پیدا کیا گیا ہے اور جو چیز اپنے مقصد کو پورا نہیں کرتی۔ ناکام ہوتی ہے ؎

عبادت کا لفظ "عبد" سے نکلا ہے۔ عبد کے معنی بندے

اور غلام کے ہیں - اس لئے عبادت کے معنی بندگی اور غلامی کے ہوئے - جو شخص کسی کا بندہ ہو - اگر وہ اس کے مقابلہ میں بندہ بن کر رہے اور اس کے ساتھ اس طرح پیش آئے جس طرح آقا کے ساتھ پیش آنا چاہیئے تو یہ بندگی اور عبادت ہے - اس کے مقابلہ میں جو شخص کسی کا بندہ ہو اور آقا سے تنخواہ بھی پوری پوری وصول کرتا ہو - مگر آقا کے حضور میں بندوں کا سا کام نہ کرے تو اسے نافرمانی اور سرکشی کہا جاتا ہے - بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں اسے نمک حرامی کہتے ہیں ؀

اب غور کیجئے کہ آقا کے مقابلہ میں بندوں کا سا طریقہ اختیار کرنے کی کیا صورت ہے ؀

بندے کا پہلا کام یہ ہے کہ آقا ہی کو آقا سمجھے اور یہ خیال کرے کہ جو میرا مالک ہے، جو مجھے رزق دیتا ہے - جو میری حفاظت اور نگہبانی کرتا ہے - اسی کی وفاداری مجھ پر فرض ہے اسکے سوا اور کوئی اس کا مستحق نہیں کہ میں اسکی وفاداری کروں ؀

بندے کا دوسرا کام یہ ہے کہ ہر وقت آقا کی اطاعت کرے اس کے حکم کو بجا لائے کبھی اس کی خدمت سے مُنہ نہ موڑے اور آقا کی مرضی کے خلاف نہ خود اپنے دل سے کوئی بات کرے - نہ

کسی دوسرے شخص کی بات ماننے۔ غلام ہر وقت ہر حال میں غلام ہے۔ اِسے یہ کہنے کا حق ہی نہیں کہ آقا کی فلاں بات مانوں گا اور فلاں بات نہ مانوں گا یا اتنی دیر کے لئے میں آقا کا غلام ہوں اور باقی وقت میں اس کی غلامی سے آزاد ہوں ۞

بندے کا تیسرا کام یہ ہے کہ آقا کا ادب اور اس کی تعظیم کرے۔ جو طریقہ ادب اور تعظیم کرنے کا آقا نے مقرر کیا ہو اُس کی پیروی کرے۔ جو وقت سلامی کے لئے حاضر ہونے کا آقا نے مقرر کیا ہو۔ اس وقت ضرور حاضر ہو اور اس بات کا ثبوت دے کہ میں اس کی وفاداری اور اطاعت میں ثابت قدم ہوں ۞

بس یہی تین چیزیں ہیں۔ جن سے مل کر عبادت بنتی ہے ایک، آقا کی وفاداری۔ دوسرے آقا کی اطاعت، تیسرے اس کا ادب اور اس کی تعظیم۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ تو اسکا مطلب دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن اور انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف اللہ کے وفادار ہوں۔ اس کے خلاف کسی کے وفادار نہ ہوں صرف اللہ کے احکام کی اطاعت کریں۔ اس کے خلاف کسی کا حکم نہ مانیں اور اس کے آگے ادب او تعظیم سے سر جھکائیں۔ اس کے

سوا کسی دوسرے کے آگے سر نہ جھکائیں - انہی تین چیزوں کو اللہ نے "عبادت" کے جامع لفظ میں بیان کیا ہے - یہی مطلب اُن تمام آیتوں کا ہے - جن میں اللہ نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اور ہمارے نبی کریمؐ، اور آپ سے پہلے جتنے نبی خدا کی طرف سے آئے ہیں - ان سب کی تعلیم کا سارا لُبِّ لُباب یہی ہے - کہ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰہَ ؕ " اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو " یعنی صرف ایک بادشاہ ہے - جس کا تمہیں وفادار ہونا چاہیئے اور وہ بادشاہ اللہ ہے - صرف ایک قانون ہے جس کی تمہیں پیروی کرنی چاہیئے اور وہ قانون اللہ کا قانون ہے اور صرف ایک ہی ہستی ایسی ہے جس کی تمہیں پوجا اور پرستش کرنی چاہیئے اور وہ ہستی اللہ کی ہے ❖

عبادت کا یہ مطلب اپنے ذہن میں رکھئے اور پھر ذرا میرے سوالات کا جواب دیتے جائیے ❖

آپ اس نوکر کے متعلق کیا کہیں گے جو آقا کی مقرر کی ہوئی ڈیوٹی پر جانے کے بجائے ہر وقت بس اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہے اور لاکھوں مرتبہ اسکا نام جپتا چلا جائے ؟ آقا اس سے کہتا ہے کہ جا کر فلاں فلاں آدمیوں کے حق ادا کر - مگر

یہ جاتا نہیں بلکہ وہیں کھڑے آقا کو جھک جھک کر دس سلام کرتا ہے اور پھر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ آقا اسے حکم دیتا ہے کہ جا اور فلاں فلاں خرابیوں کو مٹا دے۔ مگر یہ ایک انچ وہاں سے نہیں ہٹتا اور سجدے پر سجدے کئے چلا جاتا ہے۔ آقا حکم دیتا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ دے۔ یہ حکم سُن کر بس وہیں کھڑے کھڑے نہایت خوش الحانی کے ساتھ "چور کا ہاتھ کاٹ دے"، "چور کا ہاتھ کاٹ دے" بیسیوں مرتبہ پڑھتا رہتا ہے مگر ایک دفعہ بھی اس نظامِ حکومت کے قیام کی کوشش نہیں کرتا جسمیں شرعی حدود جاری ہوں۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخص حقیقت میں آقا کی بندگی کر رہا ہے؟ اگر آپکا کوئی ملازم یہ رویّہ اختیار کرے۔ تو میں جانتا ہوں۔ کہ آپ اُسے کیا کہیں گے۔ مگر حیرت ہے آپ پر کہ خدا کا جو نوکر ایسا کرتا ہے۔ آپ اُسے بڑا عبادت گذار کہتے ہیں۔ یہ ظالم صبح سے شام تک خدا جانے کتنی مرتبہ قرآن شریف میں خدا کے احکام پڑھتا ہے۔ مگر ان احکام کو بجا لانے کے لئے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتا۔ بلکہ نفل پر نفل پڑھے جاتا ہے۔ ہزار دانہ تسبیح پر خدا کا نام جپتا ہے اور خوش الحانی کے ساتھ

قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ آپ اس کی یہ حرکتیں دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیسا عابد زاہد بندہ ہے! یہ غلط فہمی صرف اِس وجہ سے ہے کہ آپ عبادت کا صحیح مطلب نہیں جانتے۔

ایک اور نوکر ہے جو رات دِن ڈیوٹی تو غیروں کی انجام دیتا ہے۔ احکام غیروں کے سنتا اور مانتا ہے۔ قانون پر غیروں کے عمل کرتا ہے اور اپنے اصلی آقا کے فرمان کی ہر وقت خلاف ورزی کیا کرتا ہے۔ مگر سلامی کے وقت آقا کے سامنے جا حاضر ہوتا ہے اور زبان سے آقا ہی کا نام جپتا رہتا ہے اگر آپ میں سے کسی شخص کا نوکر یہ طریقہ اختیار کرے تو آپ کیا کریں گے؟ کیا آپ اس کی سلامی کو اس کے منہ پر نہ مار دیں گے؟ جب وہ زبان سے آپکو آقا اور مالک کہے گا تو کیا آپ فوراً یہ جواب نہ دیں گے کہ تو پرلے درجہ کا جھوٹا اور بے ایمان ہے تنخواہ مجھ سے لیتا ہے اور نوکری دوسروں کی کرتا ہے۔ زبان سے مجھے آقا کہتا ہے اور حقیقت میں میرے سوا ہر ایک کی خدمت کرتا پھرتا ہے؟ یہ تو ایک معمولی عقل کی بات ہے جسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے مگر کس قدر حیرت کی بات ہے کہ جو لوگ دِن رات خدا کے قانون کو توڑتے ہیں۔ کفار و

مشرکین کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور اپنی زندگی کے معاملات میں خدا کے احکام کی کوئی پروا نہیں کرتے ۔ ان کی نماز اور روزے اور تسبیح اور تلاوتِ قرآن اور حج اور زکوٰۃ کو آپ خدا کی عبادت سمجھتے ہیں ۔ یہ غلط فہمی بھی اِسی وجہ سے ہے کہ آپ عبادت کے اصل مطلب سے ناواقف ہیں ؀

ایک اور نوکر کی مثال لیجئے ۔ آقا نے اپنے نوکروں کے لئے جو وردی مقرر کی ہے ۔ یہ ٹھیک ناپ تول کے ساتھ اس وردی کو پہنتا ہے ۔ بڑے ادب اور تعظیم کے ساتھ آقا کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے ۔ ہر حکم کو سن کر اس طرح جھک کر "بسر و چشم" کہتا ہے کہ گویا اس سے بڑھ کر اطاعت گذار خادم کوئی نہیں ۔ سلامی کے وقت سب سے آگے جا کھڑا ہوتا ہے اور آقا کا نام جپنے میں تمام نوکروں سے بازی لیجاتا ہے ۔ مگر آقا کے دشمنوں اور باغیوں کی خدمت بجا لاتا ہے ۔ آقا کے خلاف اِن کی سازشوں میں حصّہ لیتا ہے اور آقا کے نام کو دنیا سے مٹانے میں جو کوشش بھی وہ کرتے ہیں ۔ اس میں یہ کم بخت انکا ساتھ دیتا ہے ۔ رات کے اندھیرے میں تو آقا کے گھر میں نقب لگاتا ہے اور صبح بڑے وفادار ملازموں کی طرح

ہاتھ باندھ کر آقا کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہے۔ ایسے نوکر کے متعلق آپ کیا کہیں گے؟ یہی نا کہ وہ منافق ہے۔ باغی ہے نمک حرام ہے۔ مگر خدا کے جو نوکر ایسے ہیں۔ انکو آپ کیا کہا کرتے ہیں؟ کسی کو پیر صاحب اور کسی کو حضرت مولانا اور کسی کو دیندار متقی عبادت گذار۔ یہ صرف اس لئے کہ آپ انکے منہ پر پورے ناپ کی داڑھیاں دیکھ کر۔ انکے ٹخنوں سے دو دو انچ اونچے پاجامے دیکھ کر، انکی پیشانیوں پر نماز کے گٹے دیکھ کر اور ان کی لمبی لمبی نمازیں اور موٹی موٹی تسبیحیں دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ یہ بڑے دیندار اور عبادت گذار ہیں۔ یہ غلط فہمی بھی اسی وجہ سے ہے کہ آپ نے عبادت اور دینداری کا مطلب ہی غلط سمجھا ہے۔

آپ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ باندھ کر قبلہ رو کھڑے ہونا، گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھکنا، زمین پر ہاتھ ٹیک کر سجدہ کرنا اور چند مقرر الفاظ زبان سے ادا کرنا۔ بس یہی چند افعال اور حرکات بجائے خود عبادت ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ رمضان کی پہلی تاریخ سے شوال کا چاند نکلنے تک روزانہ صبح سے شام تک بھوکے پیاسے رہنے کا نام عبادت ہے۔ آپ

سمجھتے ہیں کہ قرآن کے چند رکوع زبان سے پڑھ دینے کا نام عبادت ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ مکّہ معظمہ جا کر کعبے کے گرد طواف کرنے کا نام عبادت ہے۔ غرض آپ نے چند افعال کی ظاہری شکلوں کا نام عبادت رکھ چھوڑا ہے اور جب کوئی شخص ان شکلوں کے ساتھ ان افعال کو ادا کر دیتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ اس نے خدا کی عبادت کر دی اور مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ کا مقصد پورا ہو گیا۔ اب وہ اپنی زندگی میں آزاد ہے کہ جو چاہے کرے۔

لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جس عبادت کے لئے آپ کو پیدا کیا ہے اور جس کا آپکو حکم دیا ہے۔ وہ کچھ اور ہی چیز ہے۔ وہ عبادت یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی میں ہر وقت ہر حال میں خدا کے قانون کی اطاعت کریں اور ہر اس قانون کو توڑیں جو قانونِ الٰہی کے خلاف ہو۔ آپ کی ہر جنبش اس حد کے اندر ہو جو خدا نے آپ کے لئے مقرر کی ہے۔ آپکا ہر فعل اس طریقہ کے مطابق ہو جو خدا نے دیا ہے۔ اس طرز پر جو زندگی آپ بسر کریں گے وہ پوری کی پوری عبادت ہو گی ایسی زندگی میں آپ کا سونا بھی عبادت ہے اور جاگنا بھی۔ کھانا بھی عبادت

ہے اور پینا بھی - چلنا پھرنا بھی عبادت ہے اور بات کرنا بھی۔ حتیٰ کہ اپنی بیوی کے پاس جانا اور اپنے بچے کو پیار کرنا بھی عبادت ہے ۔جن کاموں کو آپ بالکل دنیا داری کہتے ہیں وہ سب دینداری اور عبادت ہیں۔ اگر آپ انکو انجام دینے میں خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں کا لحاظ کریں اور زندگی میں ہر ہر قدم پر یہ دیکھ کر چلیں کہ خدا کے نزدیک جائز کیا ہے اور ناجائز کیا ہے ۔حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے ۔کس چیز سے خدا خوش ہوتا ہے اور کس چیز سے ناراض ہوتا ہے ۔مثلاً آپ روزی کمانے کے لئے نکلتے ہیں ۔اس کام میں بہت سے مواقع ایسے بھی آتے ہیں ۔جن میں حرام کا مال آسانی کے ساتھ آپ کو مل سکتا ہے ۔ اگر آپ نے خدا سے ڈر کر وہ مال نہ لیا ۔ اور صرف حلال کی روٹی کما کر لائے تو یہ جتنا وقت آپ نے روٹی کمانے میں صرف کیا ۔ یہ سب عبادت تھی اور یہ روٹی لاکر جو آپ نے خود کھائی اور اپنی بیوی بچوں اور خدا کے مقرر کئے ہوئے دوسرے حقداروں کو کھلائی ۔ اس پر آپ اجر و ثواب کے مستحق ہو گئے ۔آپ نے اگر راستہ چلتے میں کوئی پتھر یا کانٹا ہٹا دیا ۔ اس خیال سے کہ خدا کے بندوں کو تکلیف نہ ہو تو یہ

بھی عبادت ہے۔ آپ نے اگر کسی بیمار کی خدمت کی یا کسی اندھے کو راستہ چلایا یا کسی مصیبت زدہ کی مدد کی۔ تو یہ بھی عبادت ہے آپ نے اگر بات چیت کرنے میں جھوٹ سے، غیبت سے، بدگوئی اور دل آزاری سے پرہیز کیا اور خدا سے ڈر کر صرف حق بات کی تو جتنا وقت آپ نے بات چیت میں صرف کیا وہ سب عبادت میں صرف ہوا ؛

پس خدا کی اصلی عبادت یہ ہے کہ ہوش سنبھالنے کے بعد سے مرتے دم تک آپ خدا کے قانون پر چلیں اور اس کے احکام کے مطابق زندگی بسر کریں۔ اِس عبادت کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ یہ عبادت ہر وقت ہونی چاہیئے۔ اِس عبادت کے لئے کوئی شکل نہیں ہے۔ ہر کام اور شکل میں اسی کی عبادت ہونی چاہیئے۔ جب آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں فلاں وقت خدا کا بندہ ہوں اور فلاں وقت اسکا بندہ نہیں ہوں تو آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ فلاں وقت خدا کی بندگی و عبادت کے لئے ہے اور فلاں وقت اس کی بندگی و عبادت کے لئے نہیں ہے ؛

آپکو عبادت کا مطلب معلوم ہو گیا کہ زندگی میں ہر وقت ہر حال میں خدا کی بندگی و اطاعت کرنے کا نام ہی عبادت

ہے۔ اب آپ پوچھیں گے کہ یہ نماز روزہ اور حج وغیرہ کیا چیزیں ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ درصل یہ عبادتیں جو اللہ نے آپ پر فرض کی ہیں۔ ان کا مقصد آپ کو بڑی عبادت کے لئے تیار کرتا ہے جو آپ کو زندگی میں ہر وقت ہر حال میں ادا کرنی چاہیئے۔ نماز آپ کو دن میں پانچ وقت یاد دلاتی ہے کہ تم اللہ کے بندے ہو۔ اسی کی بندگی تمہیں کرنی چاہیئے۔ روزہ سال میں ایک مرتبہ پورے ایک مہینہ تک آپ کو اسی بندگی کے لئے تیار کرتا ہے۔ زکوٰۃ آپ کو بار بار توجہ دلاتی ہے کہ یہ مال جو تم نے کمایا ہے۔ یہ خدا کا عطیہ ہے اس کو صرف اپنے نفس کی خواہشات پر صرف نہ کردو۔ بلکہ اپنے مالک کا حق ادا کرو حج دل پر خدا کی محبت اور بزرگی کا ایک ایسا نقش بٹھاتا ہے کہ ایک مرتبہ اگر وہ بیٹھ جائے تو تمام عمر اس کا اثر دل سے دُور نہیں ہو سکتا۔ ان سب عبادتوں کو ادا کرنے کے بعد اگر آپ اس قابل ہو گئے کہ آپ کی ساری زندگی خدا کی عبادت بن جائے تو بلاشبہ آپ کی نماز نماز ہے۔ روزہ روزہ ہے زکوٰۃ زکوٰۃ ہے اور حج حج ہے۔ لیکن اگر یہ مقصد پورا نہ ہوا تو محض رکوع اور سجدہ کرنے اور بھوک اور پیاس کے ساتھ دن گزارنے

اور حج کی رسمیں ادا کر دینے اور زکوٰۃ کی رقم ادا کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔ ان ظاہری طریقوں کی مثال تو ایسی ہے جیسے ایک جسم ہو۔ اگر اس میں جان ہے اور وہ چلتا پھرتا اور کام کرتا ہے تو بلاشبہ ایک زندہ انسان ہے۔ لیکن اگر اس میں جان ہی نہیں تو وہ ایک مردہ لاش ہے۔ مردے کے ہاتھ۔ پاؤں، آنکھ ناک سب ہی کچھ ہوتے ہیں مگر اس میں جان نہیں ہوتی۔ اس لئے تم اسے مٹی میں دبا دیتے ہو۔ اسی طرح اگر نماز کے ارکان پورے ادا ہوں یا روزے کی شرطیں پوری ادا کر دی جائیں۔ مگر وہ مقصد پورا نہ ہو۔ جس کے لئے نماز اور روزہ فرض کیا گیا ہے تو وہ بھی ایک بے جان چیز ہو گی ؛

آئندہ مضامین میں میں آپ کو بتاؤں گا کہ جو عبادتیں فرض کی گئی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کس طرح اس بڑی عبادت کے لئے انسان کو تیار کرتی ہے اور اگر ان عبادتوں کو آپ سمجھ کر ادا کریں اور انکا اصل مقصد پورا کرنے کی کوشش کریں تو اس سے آپ کی زندگی پر کیا اثر پڑ سکتا ہے ؛

نماز

آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ عبادت دراصل بندگی کو کہتے ہیں اور جب آپ خدا کے بندے ہی پیدا ہوئے ہیں تو آپ کسی وقت کسی حال میں بھی اس کی بندگی سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ جس طرح آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اِتنے گھنٹے یا منٹ کے لئے۔ میں خدا کا بندہ ہوں اور باقی وقت میں اس کا بندہ نہیں ہوں۔ اِسی طرح آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ میں اتنا وقت خدا کی عبادت میں صرف کروں گا اور باقی اوقات میں مجھے آزادی ہے کہ جو چاہوں کروں۔ آپ تو خدا کے پیدائشی غلام ہیں۔ اُس نے آپ کو اپنی بندگی ہی کے لئے پیدا کیا ہے لہٰذا آپ کی ساری زندگی اس کی عبادت میں صرف ہونی چاہیئے اور کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کو اس کی عبادت سے غافل نہ ہونا چاہیئے ؟

یہ بھی آپکو بتایا جا چکا ہے کہ عبادت کے معنی دنیا کے کام کاج سے الگ ہو کر ایک کونے میں بیٹھ جانے اور اللہ اللہ کرنے کے نہیں ہیں۔ بلکہ در اصل عبادت کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں آپ جو کچھ بھی کریں۔ خدا کے قانون کے مطابق کریں۔ آپ کا سونا اور جاگنا، آپ کا کھانا اور پینا۔ آپ کا چلنا اور پھرنا۔ غرض سب کچھ خدا کے قانون کی پابندی میں ہو۔ آپ جب اپنے گھر میں بیوی بچوں، بھائی بہنوں اور عزیز رشتہ داروں کے پاس ہوں تو اُن کے ساتھ اِس طرح پیش آئیں۔ جس طرح خدا نے حکم دیا ہے۔ جب اپنے دوستوں میں ہنسیں اور بولیں۔ اس وقت بھی آپ کو خیال رہے کہ خدا کی بندگی سے آزاد نہیں ہیں۔ جب آپ روزی کمانے کے لیے نکلیں اور لوگوں سے لین دین کریں۔ اس وقت بھی ایک ایک بات اور ایک ایک کام میں خدا کے احکام کا خیال رکھیں اور کبھی اس حد سے نہ بڑھیں جو خدا نے مقرر کردی ہے۔ جب آپ رات کے اندھیرے میں ہوں اور کوئی گناہ اِس طرح کر سکتے ہوں کہ دنیا میں کوئی آپ کو دیکھنے والا نہ ہو۔ اس وقت بھی آپ کو یاد رہے کہ خدا آپ کو دیکھ رہا ہے اور در اصل ڈر

اس کا ہونا چاہیئے نہ کہ دنیا کے لوگوں کا، آپ جب جنگل میں تنہا جا رہے ہوں اور وہاں کوئی جرم اس طرح کر سکتے ہوں کہ کسی پولیس مین اور کسی گواہ کا کھٹکا نہ ہو تو اس وقت بھی آپ خدا کو یاد کر کے ڈر جائیں اور جرم سے باز رہیں۔ جب آپ جھوٹ اور بے ایمانی اور ظلم سے بہت سا فائدہ حاصل کر سکتے ہوں اور کوئی آپ کو روکنے والا نہ ہو۔ اس وقت بھی آپ خدا سے ڈریں اور اس فائدے کو اس لئے چھوڑ دیں کہ خدا اس سے ناراض ہوگا اور جب سچائی اور ایمانداری میں سراسر آپ کو نقصان پہنچ رہا ہو۔ اس وقت بھی آپ نقصان اُٹھانا قبول کریں۔ صرف اس لئے کہ خدا اس سے خوش ہوگا پس دنیا کو چھوڑ کر کونوں اور گوشوں میں جا بیٹھنا اور تسبیح ہلانا عبادت نہیں ہے بلکہ دنیا کے دھندوں میں پھنس کر خدا کے قانون کی پابندی کرنا عبادت ہے۔ ذکرِ الٰہی کا مطلب یہ نہیں کہ زبان پر اللہ اللہ جاری ہو۔ بلکہ اصلی ذکرِ الٰہی یہ ہے کہ دُنیا کے جھگڑوں اور بکھیڑوں میں پھنس جاؤ۔ اور اس ہنگامے میں خدا کو یاد رکھو۔ جو چیزیں خدا سے غافل کرنے والی ہیں۔ ان میں پھنسو اور پھر خدا سے غافل نہ ہو۔ دنیا کی زندگی میں جہاں خدائی

قانون کو توڑنے کے بے شمار مواقع بڑے بڑے فائدوں کا
لالچ اور نقصان کا خوف لئے ہوئے آتے ہیں۔ وہاں خدا
کو یاد کرو اور اس کے قانون کی پیروی پر قائم رہو۔ یہ ہے
اصلی یادِ خدا۔ اس کا نام ہے ذکرِ الٰہی! اور اسی ذکر کی طرف
قرآن مجید میں اشارہ کیا گیا ہے کہ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ
فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا
اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی ''جب نماز ختم ہو جائے تو
زمین میں پھیل جاؤ۔ خدا کے فضل یعنی رزقِ حلال کی تلاش
میں دوڑ دھوپ کرو اور اس دوڑ دھوپ میں خدا کو کثرت
سے یاد کرو۔ تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو''۔

عبادت کا یہ مطلب ذہن میں رکھئے اور غور کیجئے کہ اتنی
بڑی عبادت انجام دینے کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے
اور نماز کس طرح وہ سب چیزیں انسان میں پیدا کرتی ہے۔

سب سے پہلے تو اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ کو یاد
دلایا جاتا رہے کہ آپ خدا کے بندے ہیں اور اسی کی بندگی
ہر وقت ہر کام میں کرنی ہے۔ یہ یاد دلانے کی ضرورت اس
لئے ہے کہ ایک شیطان آدمی کے نفس میں بیٹھا ہوا ہے۔ جو

ہر وقت کہتا رہتا ہے کہ تُو میرا بندہ ہے اور لاکھوں کروڑوں شیطان ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر شیطان یہی کہہ رہا ہے کہ تو میرا بندہ ہے۔ ان شیطانوں کا طلسم اس وقت تک نہیں ٹوٹ سکتا۔ جب تک انسان کو دن میں کئی کئی بار یہ یاد نہ دلایا جائے کہ تو کسی کا بندہ نہیں۔ صرف خدا کا بندہ ہے۔ یہی کام نماز کرتی ہے۔ صبح اُٹھتے ہی سب کاموں سے پہلے وہ آپ کو یہی بات یاد دلاتی ہے۔ پھر جب آپ دن کو اپنے کام کاج میں مشغول ہوتے ہیں۔ اس وقت پھر تین مرتبہ اسی یاد کو تازہ کرتی ہے اور پھر جب آپ رات کو سونے کے لیئے جاتے ہیں تو آخری بار پھر اسی کا اعادہ کرتی ہے یہ نماز کا پہلا فائدہ ہے اور قرآن میں اِسی بنا پر نماز کو ذکر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی یہ خدا کی یاد ہے ؛

پھر چونکہ آپ کو اس زندگی میں ہر ہر قدم پر خدا کے احکام بجالانے ہیں۔ اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ میں فرض شناسی کا مادّہ پیدا ہو۔ اور اس کے ساتھ فرض کو مستعدی سے انجام دینے کی عادت بھی ہو۔ جو شخص یہ جانتا ہی نہ ہو کہ فرض کے معنی کیا ہیں۔ وہ تو کبھی احکام کی اطاعت کر ہی نہیں

سکتا - اور جو شخص فرض کے معنی تو جانتا ہو - مگر اس کی تربیت اتنی خراب ہو کہ فرض کو فرض جاننے کے باوجود اسے ادا کرنے کی پروا نہ کرے - اس سے کبھی یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں جو ہزاروں احکام اُسے دیئے جائیں گے - اُن کو وہ مستعدی کے ساتھ انجام دیگا۔

جن لوگوں کو فوج یا پولیس میں ملازمت کرنے کا اتفاق ہوا ہے - وہ جانتے ہیں کہ اِن دونوں ملازمتوں میں ڈیوٹی کو سمجھنے اور اسے ادا کرنے کی مشق کس طرح کرائی جاتی ہے - رات دن میں کئی کئی بار بگل بجایا جاتا ہے - سپاہیوں کو ایک جگہ حاضر ہونے کا حکم دیا جاتا ہے - ان سے قواعد کرائی جاتی ہے - یہ سب اسی لئے ہے کہ ان کو حکم بجالانے کی عادت ہو - اور ان میں سے جو لوگ ایسے سست اور نالائق ہوں کہ بگل کی آواز سن کر بھی گھر بیٹھے رہیں یا قواعد میں حکم کے مطابق حرکت نہ کریں - انہیں پہلے ہی ناکارہ سمجھ کر ملازمت سے الگ کر دیا جائے - بس اسی طرح نماز بھی دِن میں پانچ وقت بگل بجاتی ہے تاکہ اللہ کے سپاہی اس کو سن کر ہر طرف سے دوڑے چلے آئیں اور ثابت کریں کہ وہ اللہ کے احکام کو ماننے کیلئے

مستعد ہیں۔ جو مسلمان اس بگل کو سُن کر بھی بیٹھا رہتا ہے اور اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ وہ دراصل یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ یا تو فرض کو پہچانتا ہی نہیں یا اگر پہچانتا ہے تو اتنا نالائق اور ناکارہ ہے کہ خدا کی فوج میں رہنے کے قابل نہیں ؂

اسی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اذان کی آواز سن کر اپنے گھروں سے نہیں نکلتے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ جا کر اُن کے گھروں میں آگ لگا دوں۔ اور یہی وجہ ہے کہ حدیث میں نماز پڑھنے کو کفر اور اسلام کے درمیان وجہِ تمیز قرار دیا گیا ہے۔ عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ میں کوئی ایسا شخص مسلمان ہی نہ سمجھا جاتا تھا جو نماز کے لیے جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو۔ حتیٰ کہ منافقین بھی۔ جنہیں اس امر کی ضرورت ہوتی تھی کہ ان کو مسلمان سمجھا جائے۔ اس امر پر مجبور ہوتے تھے کہ نماز با جماعت میں شریک ہوں۔ چنانچہ قرآن میں جس چیز پر منافقین کو ملامت کی گئی ہے۔ وہ یہ نہیں ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھتے۔ بلکہ یہ ہے کہ وہ بادلِ ناخواستہ نہایت بددلی کے ساتھ نماز کے لیے اُٹھتے ہیں۔ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ؂

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں کسی ایسے شخص کے مسلمان
سمجھے جانے کی گنجائش نہیں ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ اِس لئے
کہ اسلام محض ایک اعتقادی چیز نہیں۔ بلکہ ایک عملی چیز
ہے اور عملی چیز بھی ایسی کہ زندگی میں ہر وقت ہر لمحہ ایک
مسلمان کو اسلام پر عمل کرنے اور کفر و فسق سے لڑنے کی ضرورت
ہے۔ ایسی زبردست عملی زندگی کے لئے لازم ہے کہ مسلمان
خدا کے احکام بجا لانے کے لئے ہر وقت مستعد ہو۔ جو شخص
اس قسم کی مستعدی نہیں رکھتا۔ وہ اسلام کے لئے قطعاً
ناکارہ ہے۔ اِسی لئے دِن میں پانچ وقت نماز فرض کی گئی ہے
تا کہ جو لوگ مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔ اُن کا بار بار امتحان
لیا جاتا رہے کہ وہ فی الواقع مسلمان ہیں یا نہیں۔ اور
فی الواقع اس عملی زندگی میں خدا کے احکام بجا لانے کے لئے
مستعد ہیں یا نہیں۔ اگر وہ خدائی پریڈ کا بگل سُن کر جنبش
نہیں کرتے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اسلام کی عملی
زندگی کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس کے بعد انکا خدا کو ماننا
اور رسول کو ماننا محض بے معنی ہے۔ اسی بنا پر قرآن میں
ارشاد ہے کہ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ یعنی جو

لوگ خدا کی اطاعت اور بندگی کے لئے تیار نہیں ہیں۔ صرف انہی پر نماز گراں گذرتی ہے اور جس پر نماز گراں گزرے وہ خود اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہے کہ وہ خدا کی بندگی واطاعت کے لئے تیار نہیں ہے۔

تیسری چیز خدا کا خوف ہے جس کے ہر آن دل میں تازہ رہنے کی ضرورت ہے۔ مسلمان اسلام کے مطابق عمل کر ہی نہیں سکتا۔ جب تک اُسے یقین نہ ہو کہ خدا ہر وقت ہر جگہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ اس کی ہر ہر حرکت کا خدا کو علم ہے۔ خدا اندھیرے میں بھی اس کو دیکھتا ہے۔ خدا تنہائی میں بھی اس کے ساتھ ہے۔ تمام دنیا سے چھپ جانا ممکن ہے۔ مگر خدا سے چھپنا ممکن نہیں۔ تمام دنیا کی سزاؤں سے آدمی بچ سکتا ہے۔ مگر خدا کی سزا سے بچنا غیر ممکن ہے۔ یہی یقین آدمی کو خدا کے احکام کی خلاف ورزی سے روکتا ہے۔ اسی یقین کے زور سے وہ حلال اور حرام کی ان حدود کا لحاظ رکھنے پر مجبور ہوتا ہے جو اللہ نے زندگی کے معاملات میں قائم کی ہیں۔ اگر یہ یقین کمزور ہو جائے تو مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان کی زندگی بسر کر ہی نہیں سکتا۔ اسی لئے اللہ نے دن میں پانچ وقت

نماز فرض کی ہے تا کہ وہ اس یقین کو دل میں بار بار مضبوط کرتی رہے ۔ چنانچہ قرآن میں خود اللہ ہی نے نماز کی اس مصلحت کو بیان فرما دیا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ یعنی " نماز وہ چیز ہے ۔ جو انسان کو بدی اور بے حیائی سے روکتی ہے " اس کی وجہ آپ غور کر کے خود سمجھ سکتے ہیں مثلاً آپ نماز کے لئے پاک ہو کر اور وضو کر کے آتے ہیں ۔ اگر آپ ناپاک ہوں اور غسل کئے بغیر آ جائیں یا آپکے کپڑے ناپاک ہوں اور انہی کو پہنے ہوئے آ جائیں یا آپ کو وضو نہ ہو اور آپ کہہ دیں کہ میں وضو کر کے آیا ہوں تو دنیا میں کون آپ کو پکڑ سکتا ہے ؟ لیکن آپ ایسا نہیں کرتے ۔ کیوں ؟ اسلئے کہ آپ کو یقین ہے کہ خدا سے یہ گناہ نہیں چھپ سکتا ۔ اسی طرح نماز میں جو چیزیں آہستہ پڑھی جاتی ہیں اگر ان کو آپ نہ پڑھیں یا ان کے سوا کچھ اور پڑھیں تو کسی کو بھی اس کی خبر نہیں ہو سکتی ۔ مگر آپ کبھی ایسا نہیں کرتے ۔ یہ کس لئے ؟ اسی لئے کہ آپ کو یقین ہے کہ خدا سب کچھ سن رہا ہے اور آپ کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے ۔ اسی طرح آپ جنگل میں بھی نماز پڑھتے ہیں ۔ رات کے اندھیرے میں بھی

نماز پڑھتے ہیں۔ اپنے گھر میں جب تنہا ہوتے ہیں اس وقت بھی نماز پڑھتے ہیں۔ حالانکہ کوئی آپ کو دیکھنے والا نہیں ہوتا اور کسی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ آپ چھپ کر بھی خدا کے حکم کی خلاف ورزی کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اور آپ کو یقین ہے کہ خدا سے کسی جرم کو چھپانا ممکن نہیں۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ نماز کس طرح خدا کا خوف اور اسکے حاضر و ناظر اور علیم و خبیر ہونے کا یقین آدمی کے دل میں بٹھاتی اور تازہ کرتی رہتی ہے۔ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں آپ ہر وقت خدا کی عبادت اور بندگی کیسے کر سکتے ہیں۔ جب تک کہ یہ خوف اور یہ یقین آپکے دل میں تازہ نہ ہوتا رہے۔ اگر اس چیز سے آپکا دل خالی ہو تو کیونکر ممکن ہے کہ رات دن جو ہزاروں معاملات دنیا میں پیش آتے ہیں۔ اُن میں آپ خدا سے ڈر کر نیکی پر قائم رہیں گے اور بدی سے بچیں گے؟

چوتھی چیز جو عبادت الٰہی کے لئے نہایت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ آپ خدا کے قانون سے واقف ہوں۔ اسلئے کہ اگر آپکو قانون کا علم ہی نہ ہو تو آپ اسکی پابندی کیسے کر سکتے ہیں؟

یہ کام بھی نماز انجام دیتی ہے۔ نماز میں قرآن جو پڑھا جاتا ہے یہ اسی لئے ہے کہ روزانہ آپ خدا کے احکام اور اس کے قانون سے واقف ہوتے رہیں۔ جمعہ کا خطبہ بھی اسی لئے ہے کہ آپ کو اسلام کی تعلیم سے واقفیت ہو۔ نماز با جماعت اور جمعہ سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ عالم اور عامی بار بار ایک جگہ جمع ہوتے رہیں اور آپ لوگوں کو ہمیشہ خدا کے احکام سے واقف ہونے کا موقع ملتا رہے۔ اب یہ آپ کی بدقسمتی ہے کہ آپ نماز میں جو کچھ پڑھتے ہیں۔ اس سے واقف ہونے کی کوشش نہیں کرتے۔ آپکو جمعہ کے خطبے بھی ایسے سُنائے جاتے ہیں۔ جن سے آپ کو اسلام کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ اور نماز کی جماعت میں آکر نہ آپ کے عالم اپنے جاہل بھائیوں کو کچھ سکھاتے ہیں اور نہ جاہل اپنے عالم بھائیوں سے کچھ پوچھتے ہیں۔ نماز تو آپ کو اِن سب فائدوں کا موقع دیتی ہے۔ آپ خود فائدہ نہ اُٹھائیں تو نماز کا کیا قصور؟

پانچویں چیز یہ ہے کہ ہر مسلمان زندگی کے اس ہنگامہ میں اکیلا نہ ہو۔ سب مسلمان مل کر ایک مضبوط جماعت بنیں اور خدا کی عبادت، یعنی خدا کے احکام کی پابندی کرنے اور

اس کے قانون پر عمل کرنے اور اس کے قانون کو جاری کرنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کریں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس زندگی میں ایک طرف مسلمان یعنی خدا کے فرمانبردار بندے ہیں اور دوسری طرف کفار یعنی خدا کے باغی بندے ہیں۔ رات دن فرمانبرداری اور بغاوت کے درمیان کش مکش برپا ہے باغی خدا کے قانون کو توڑتے ہیں اور اس کے خلاف دنیا میں شیطانی قوانین کو جاری کرتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں اگر ایک ایک مسلمان تنہا ہو تو کامیاب نہیں ہوسکتا۔ ضرورت اس کی ہے کہ خدا کے فرمانبردار بندے مل کر اجتماعی طاقت سے بغاوت کا مقابلہ کریں اور خدا کے قانون کو نافذ کریں۔ یہ اجتماعی طاقت پیدا کرنے والی چیز، تمام چیزوں سے بڑھ کر نماز ہے۔ پانچ وقت کی جماعت، پھر جمعہ کا بڑا اجتماع، یہ سب مل کر مسلمانوں کو ایک مضبوط دیوار کی طرح بنا دیتے ہیں اور ان میں وہ یک جہتی اور عملی اتحاد پیدا کرتے ہیں۔ جو روزمرہ کی عملی زندگی میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کا مددگار بنانے کے لئے ضروری ہے ؂

نماز میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟

یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ نماز کس طرح انسان کو اللہ کی عبادت یعنی بندگی اور اطاعت کے لئے تیار کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے آپ نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ جو شخص نماز کو فرض اور حکمِ الٰہی جان کر باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ وہ اگر نماز کی دعاؤں کا مطلب نہ سمجھتا ہو تب بھی اس کے اندر کس طرح خدا کا خوف اور اس کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین اور اس کی عدالت میں ایک روز حاضر ہونے کا اعتقاد ہر وقت تازہ ہوتا رہتا ہے اور کس طرح اس کے دل میں یہ عقیدہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی کا بندہ نہیں اور خدا ہی اس کا اصلی بادشاہ اور حاکم ہے اور کس طرح اس کے اندر فرض شناسی کی عادت اور خدا کے احکام بجا لانے کے لئے مستعدی پیدا ہوتی ہے اور کس طرح

اس میں وہ صفات خود بخود پیدا ہونے لگتی ہے جو انسان کی ساری زندگی کو خدا کی بندگی و عبادت بنا دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انسان اسی نماز کو سمجھ کر ادا کرے اور نماز پڑھتے وقت یہ بھی جانتا رہے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے تو اس کے خیالات اور اس کی عادات اور خصائل پر کتنا زبردست اثر پڑیگا۔ اس کے ایمان کی قوت کس قدر بڑھتی چلی جائیگی۔ اور اس کی زندگی کا رنگ کیسا پلٹ جائے گا ۞

سب سے پہلے اذان کو لیجئے۔ دن میں پانچ وقت آپکو کیا کہہ کر پکارا جاتا ہے؟

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ	"خدا سب سے بڑا ہے خدا سب سے بڑا ہے"
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	"میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کوئی بندگی کا حقدار نہیں"
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	"میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں"
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	"آؤ نماز کے لئے"
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	"آؤ اس کام کے لئے جس میں فلاح اور بہبودی ہے"

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ "اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے"

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"

دیکھو یہ کیسی زبردست پکار ہے۔ ہر روز پانچ مرتبہ یہ آواز کس طرح تمہیں یاد دلاتی ہے کہ "زمین میں جتنے بڑے بڑے خدائی کے دعویدار نظر آتے ہیں سب جھوٹے ہیں۔ زمین و آسمان میں ایک ہی ہستی ہے۔ جس کے لئے بڑائی ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ آؤ اس کی عبادت کرو۔ اسی کی عبادت میں تمہارے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے" کون ہے جو اس آواز کو سن کر ہل نہ جائیگا؟ کیونکر ممکن ہے کہ جس کے دل میں ایمان ہو وہ اتنی بڑی گواہی اور ایسی زبردست پکار کو سُن کر اپنی جگہ بیٹھا رہ جائے اور اپنے مالک کے آگے سر جھکانے کے لئے دوڑ نہ پڑے؟

اس کے بعد تم نماز کے لئے کھڑے ہو گئے ہو۔ منہ قبلہ کے سامنے ہے۔ پاک وصاف ہو کر بادشاہِ عالم کے دربار میں حاضر ہو۔ سب سے پہلے تمہاری زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں:-

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ مینے یکسو ہوکر اپنا رُخ اُس ذات کی طرف پھیر دیا ہے۔
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جسنے آسمانوں وزمین کو بنایا ہے اور میں ان لوگوں
حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ میں سے نہیں ہوں جو خدائی میں کسی
الْمُشْرِكِیْنَ ط اور کو شریک ٹھہراتے ہیں "

اس زبردست بات کا اقرار کرکے تم کانوں تک ہاتھ اُٹھاتے ہو۔ گویا دنیا ومافیہا سے دست بردار ہو رہے ہو۔ پھر اللّٰہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیتے ہو۔ گویا اب تم بالکل اپنے بادشاہ کے سامنے مؤدب دست بستہ کھڑے ہو۔ اس کے بعد تم کیا عرض معروض کرتے ہو؟

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ "پاک ہے تو اے میرے معبود! تعریف و
وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى ستائش ہے تیرے لئے۔ برکت والا ہے
جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُكَ ط تیرا نام سب سے بلند و بالا ہے تیری
بزرگی اور کوئی معبود نہیں تیرے سوا"

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ "خدا کی پناہ مانگتا ہوں میں شیطان
الرَّجِیْمِ ۝ مردود کی (دراندازی اور شرارت سے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ "شروع کرتا ہوں میں اللّٰہ کے نام
سے جو رحمٰن اور رحیم ہے"

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ "تعریف خدا کے لئے ہے جو سارے جہان والوں کا رب ہے"

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ "نہایت رحمت والا بڑا مہربان ہے"

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ روزِ آخرت کا مالک ہے (جس میں اعمال کا فیصلہ کیا جائے گا اور ہر ایک کو اس کے کئے کا پھل ملے گا")

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ مالک! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں"

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ ہم کو سیدھا راستہ دکھا"

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ ایسے لوگوں کا راستہ جن پر تو نے فضل کیا ہے اور انعام فرمایا ہے"

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ؑ "ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان کا جو راستہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ راہِ راست سے ہٹ گئے ہیں"

اٰمِیْن "خدایا ایسا ہی ہو۔ مالک ہماری اس دعا کو قبول کر"

اس کے بعد تم قرآن کی چند آیتیں پڑھتے ہو۔ جن میں سے ہر ایک میں امرت بھرا ہوا ہے۔ نصیحت ہے، عبرت ہے، سبق ہے، اور راسی راہِ راست کی ہدایت ہے۔ جس کے لئے سورۃ فاتحہ

میں تم دعا کر چکے تھے۔ مثلاً:-

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ "زمانہ گواہ ہے کہ انسان ٹوٹے میں ہے"

لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ "مگر ٹوٹے سے بچے ہوئے صرف وہ لوگ ہیں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل

کئے"

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ "اور جنہوں نے ایک دوسرے کو حق پر

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ چلنے کی ہدایت کی اور حق پر ثابت قدم رہنے

کی تلقین کرتے رہے"

اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ تباہی اور نامرادی سے انسان اسی طرح بچ سکتا ہے کہ ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور صرف اتنا ہی کافی نہیں۔ بلکہ ایمانداروں کی ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو دینِ حق پر قائم ہونے اور قائم رہنے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں ۞

یا مثلاً:-

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ "تو نے دیکھا کہ جو شخص روزِ جزا کو نہیں مانتا

بِالدِّیْنِ ۝ وہ کیسا آدمی ہوتا ہے؟"

فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝ "ایسا ہی آدمی یتیم کو دھتکارتا ہے"

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ (اور مسکین کو کھانا کھلانا تو در کنار) دوسروں سے بھی کہنا پسند نہیں کرتا کہ غریب کو کھانا کھلا دو۔"

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ "افسوس ہے ایسے نمازیوں پر جو (روز آخرت پر یقین نہیں رکھتے، اس لئے نماز سے غفلت کرتے ہیں اور پڑھتے بھی ہیں

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ تو محض دکھاوے کے لئے" اور (ان کے دل ایسے چھوٹے ہوتے ہیں کہ ذرا ذرا سی چیزیں حاجتمندوں کو دیتے ہوئے بھی اُن کا دل دُکھتا ہے"

اس سے سبق ملتا ہے کہ آخرت کا یقین اسلام کی جان ہے اس کے بغیر آدمی کبھی اس راستہ پر چل نہیں سکتا جو خدا کا سیدھا راستہ ہے یا مثلاً:-

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ "افسوس ہے اس شخص کے حال پر جو لوگوں کی عیب چینی کرتا اور لوگوں پر آوازے کستا ہے"

نِ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ "روپیہ جمع کرتا اور گن گن کر رکھتا ہے"

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝ "اپنے دل میں سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہے گا"

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ ہرگز نہیں (وہ ایک دن ضرور مریگا)

اور حُطمہ میں ڈالا جائے گا"

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ "اور تمہیں معلوم ہے کہ حُطمہ کیا چیز ہے"

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ "اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جس کی لپٹیں

تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ دلوں پر چھا جاتی ہیں"

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ "وہ اونچے اونچے ستون جیسے شعلوں

فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝ کی صورت میں ان کو گھیر لے گی"

غرض تم قرآن پاک کی جتنی سورتیں یا آیتیں نماز میں پڑھتے ہو۔ وہ کوئی نہ کوئی اعلیٰ درجہ کی ہدایت یا نصیحت تم کو دیتی ہیں اور تمہیں بتاتی ہیں کہ خدا کے احکام کیا ہیں جن کے مطابق تمہیں دنیا میں عمل کرنا چاہیئے۔ ان ہدایتوں کو پڑھنے کے بعد تم اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع کرتے ہو۔ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اپنے مالک کے آگے جھکتے ہو اور بار بار کہتے ہو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ "پاک ہے میرا پروردگار جو بڑا بزرگ ہے" پھر سیدھے کھڑے ہو جاتے ہو اور کہتے ہو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ "اللہ نے سن لی اس شخص کی بات جس نے اس کی تعریف بیان کی۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے ہو اور بار بار کہتے ہو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى "پاک ہے میرا پروردگار جو سب سے بالا و برتر ہے" پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھاتے ہو اور نہایت

ادب سے بیٹھ کر پڑھتے ہو :-

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَ الطَّیِّبٰتُ	"ہماری سلامیاں ہماری نمازیں اور ساری پاکیزہ باتیں اللہ کے لئے ہیں"
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ	"سلام آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں" ۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط	"سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر"
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط	"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں"

یہ شہادت دیتے وقت تم شہادت کی انگلی اُٹھاتے ہو۔ کیونکہ یہ نمازیں تمہارے عقیدے کا اعلان ہے اور اس کو زبان سے ادا کرتے وقت خاص طور پر توجّہ دینے کی ضرورت ہے - اس کے بعد تم درود پڑھتے ہو ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی	"خدایا رحمت فرما ہمارے سردار اور مولیٰ محمدؐ اور انکی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ

اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی
سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی
اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

پر۔ اور خدایا برکت نازل فرما۔ ہمارے
سردار اور مولیٰ محمدؐ اور ان کی آل پر۔
جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیمؑ
اور آلِ ابراہیم پر۔ تو بڑا نیک
صفات اور بزرگ ہے"

یہ درود پڑھنے کے بعد تم اللہ سے دعا کرتے ہو:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ
مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ
مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَاءِ
وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ
الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ
کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا
ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ
مانگتا ہوں گمراہ کرنے والے دجال کے
فتنہ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں۔
زندگی اور موت کے فتنہ سے۔ خدایا
میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ برے
اعمال سے اور قرضداری سے"

یہ دعا پڑھنے کے بعد تمہاری نماز پوری ہو گئی۔ اب تم مالک کے
دربار سے واپس ہوتے ہو اور واپس ہو کر پہلا کام کیا کرتے ہو؟ یہ

کہ دائیں اور بائیں مڑ کر تمام حاضرین اور دنیا کی ہر چیز کے لئے
سلامتی اور رحمت کی دعا کرتے ہو السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
"تم سب پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو" یہ وہ بشارت ہے۔ جو
خدا کے دربار سے پلٹتے ہوئے تمام دنیا کے لئے لائے ہو ۔

یہ ہے وہ نماز جو صبح اُٹھ کر دنیا کے کام کاج شروع کرنے
سے پہلے پڑھتے ہو۔ پھر چند گھنٹے کام کاج میں مشغول رہنے کے
بعد دوپہر کو خدا کے دربار میں حاضر ہو کر دوبارہ یہی نماز ادا کرتے
ہو۔ پھر چند گھنٹوں کے بعد سہ پہر کو یہی نماز پڑھتے ہو۔ پھر چند
گھنٹے اور مشغول رہنے کے بعد شام کو اسی نماز کا اعادہ کرتے ہو پھر
دنیا کے کاموں سے فارغ ہو کر سونے سے پہلے آخری مرتبہ اپنے
مالک کے سامنے جاتے ہو۔ اس آخری نماز کا خاتمہ وتر پر ہوتا ہے
جس کی تیسری رکعت میں تم ایک عظیم الشان اقرار نامہ اپنے مالک
کے سامنے پیش کرتے ہو۔ یہ دعائے قنوت ہے۔ قنوت کے معنی ہیں
خدا کے آگے ذلت۔ انکساری۔ اطاعت اور بندگی کا اقرار۔ یہ اقرار
تم کن الفاظ میں کرتے ہو۔ ذرا غور سے سنو :۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ خدایا ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ تجھ سے
وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ تجھ پر

وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ ایمان لاتے ہیں۔ تیرے ہی اوپر بھروسہ رکھتے ہیں اور بھلائی کے ساتھ تیری تعریف کرتے ہیں ؛

وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَ ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔ ناشکری نہیں نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ کرتے۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ جو لوگ تیرے نافرمان ہیں ان سے تعلق چھوڑ دیں گے اور کوئی واسطہ نہ رکھیں گے "

اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ خدایا ہم تیری ہی بندگی کرتے اور تیرے وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَ ہی لئے نماز اور سجدہ کرتے ہیں۔ اور نَحْفِدُ ہماری ساری کوششیں اور ساری دوڑ دھوپ تیری ہی خوشنودی کے لئے ہے "

وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی اور ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں یقیناً تیرا عذاب بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ؛ ایسے لوگوں پر پڑیگا جو کافر ہیں "

عقل رکھنے والو! غور کرو، جو شخص دن میں پانچ مرتبہ اذان کی یہ آواز سنتا ہو اور سمجھتا ہو کہ کتنی بڑی چیز کی شہادت دی جا رہی ہے اور کیسے زبردست بادشاہ کے حضور میں بلایا جا رہا ہے اور جو شخص ہر مرتبہ اس پکار کو سن کر اپنے سارے کام کاج چھوڑ دے اور اس ذاتِ پاک کی طرف دوڑے۔ جسے وہ اپنا اور تمام کائنات کا مالک

جانتا ہے اور جو شخص کئی بار نماز میں وہ ساری باتیں سمجھ بوجھ کر ادا کرے جو ابھی آپ کے سامنے میں نے بیان کی ہیں۔ کیونکر ممکن ہے کہ اسکے دل میں خدا کا خوف پیدا نہ ہو؟ اس کو خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شرم نہ آئے؟ اس کی روح گناہوں اور بدکاریوں کے سیاہ دھبے لے کر بار بار خدا کے سامنے حاضر ہوتے ہوئے لرز نہ اٹھے؟ کس طرح ممکن ہے کہ آدمی نماز میں خدا کی بندگی کا اقرار۔ اس کی اطاعت کا اقرار۔ اس کے مالک یوم الدین ہونے کا اقرار کر کے جب اپنے کام کاج کی طرف واپس آئے تو جھوٹ بولے۔ بے ایمانی کرے۔ لوگوں کے حق مارے۔ رشوت کھائے اور کھلائے۔ سود کھائے اور کھلائے۔ خدا کے بندوں کو آزار پہنچائے۔ فحش اور بے حیائی اور بدکاری کرے اور پھر ان سب اعمال کا بوجھ لاد کر دوبارہ خدا کے سامنے حاضر ہونے اور انہی سب باتوں کا اقرار کرنے کی جرأت کر سکے؟ ہاں یہ کیسے ممکن ہے کہ تم جان بوجھ کر روزانہ چھتیس مرتبہ اقرار کرو کہ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور پھر خدا کے سوا دوسروں کی بندگی کرو اور دوسروں کے آگے مدد کے لئے ہاتھ پھیلاؤ؟ ایک بار اقرار کر کے تم خلاف ورزی کرو گے تو دوسری مرتبہ خدا کے دربار

ہیں جانتے ہوئے تمہارا ضمیر ملامت کریگا اور شرمندگی پیدا ہوگی۔
دوسری بار خلاف ورزی کروگے تو اور زیادہ شرم آئیگی اور زیادہ دل اندر سے لعنت بھیجے گا۔ تمام عمر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ روزانہ پانچ پانچ مرتبہ نماز پڑھو اور پھر بھی تمہارے اعمال درست نہ ہوں۔ تمہارے اخلاق کی اصلاح نہ ہو اور تمہاری زندگی کا رنگ نہ پلٹے؟ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے نماز کی یہ خاصیت بیان فرمائی ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ یقیناً نماز انسان کو بے حیائی اور بدکاری سے روکتی ہے" لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اتنی زبردست اصلاح کرنے والی چیز سے بھی اس کی اصلاح نہیں ہوتی تو یہ اس کی طینت کی خرابی ہے۔ نماز کی خرابی نہیں۔ پانی اور صابن کی خاصیت میل کو صاف کرنا ہے۔ لیکن اگر کوئلے کی سیاہی اس سے دُور نہ ہو تو یہ پانی اور صابن کا قصور نہیں۔ اسکی وجہ کوئلے کی اپنی سیاہی ہے۔

عموماً مسلمانوں کی نمازوں میں ایک بہت بڑی کمی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ نماز میں جو کچھ پڑھتے ہیں اس کو سمجھتے نہیں۔ اگر لوگ تھوڑا سا وقت صرف کریں تو ان ساری دعاؤں کا مطلب اُردو یا اپنی مادری زبان میں یاد کر سکتے ہیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ جو کچھ وہ پڑھیں گے اُسے سمجھتے بھی جائیں گے۔

نماز باجماعت

اب میں نماز باجماعت کے فائدے بتانا چاہتا ہوں جن
سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان
سے کس طرح ایک چیز میں ہمارے لئے ساری نعمتیں جمع کردی
ہیں اول تو نماز خود ہی کیا کم تھی کہ اس کے ساتھ جماعت کا حکم
دے کر اس کو دو آتشہ کر دیا گیا اور اس کے اندر وہ طاقت بھر
دی گئی جو انسان کی کایا پلٹ دینے میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔
پہلے کہہ چکا ہوں کہ زندگی میں ہر وقت اپنے آپ کو خدا کا
بندہ سمجھنا اور فرمانبردار غلام کی طرح مالک کی مرضی کا تابع بن کر
رہنا اور مالک کا حکم بجا لانے کے لئے ہر وقت تیار رہنا اصلی
عبادت ہے اور نماز اسی عبادت کے لئے انسان کو تیار کرتی ہے
یہ بھی بتا چکا ہوں کہ اس عبادت میں انسان کے لئے جتنی صفات
کی ضرورت ہے وہ سب نماز پیدا کرتی ہے۔ بندگی کا احساس،

خدا اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان۔ آخرت کا یقین، خدا کا خوف، خدا کو عالم الغیب جاننا اور اس کو ہر وقت اپنے سے قریب سمجھنا۔ خدا کی فرمانبرداری کے لئے ہر حال میں مستعد رہنا۔ خدا کے احکام سے واقف ہونا یہ اور ایسی ہی تمام صفتیں نماز آدمی کے اندر پیدا کر دیتی ہے جو اس کو صحیح معنوں میں خدا کا بندہ بنانے کے لئے ضروری ہیں ؎

مگر آپ ذرا غور سے دیکھیں تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ انسان اپنی جگہ خواہ کتنا ہی کامل ہو مگر وہ خدا کی بندگی کا پورا حق ادا نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ دوسرے بندے بھی اسکے مددگار نہ ہوں۔ خدا کے تمام احکام بجا نہیں لا سکتا۔ جب تک کہ وہ بہت سے لوگ جن کے ساتھ رات دن اسکا رہنا سہنا ہے۔ جن سے ہر وقت اسکو معاملہ پیش آتا ہے۔ اس کی فرمانبرداری میں اسکا ساتھ نہ دیں آدمی دنیا میں اکیلا تو پیدا نہیں ہوا ہے نہ اکیلا رہ کر کوئی کام کر سکتا ہے۔ اسکی ساری زندگی اپنے بھائی بندوں، دوستوں اور ہمسایوں، معاملہ داروں اور زندگی کے بیشمار ساتھیوں سے ہزاروں قسم کے تعلقات میں جکڑی ہوئی ہے۔ اللہ کے احکام بھی تنہا ایک آدمی کے لئے نہیں ہیں بلکہ انہی تعلقات کو درست کرنے کے لئے ہیں

اب اگر یہ سب لوگ خدا کے احکام بجالانے میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔ تب تو سب فرمانبردار بندے بن سکتے ہیں اور اگر سب نافرمانی پر تلے ہوئے ہوں یا اُن کے تعلقات اِس قسم کے ہوں کہ وہ خدا کے احکام بجالانے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کریں تو ایک اکیلے آدمی کے لیئے ناممکن ہے کہ وہ زندگی میں خدا کے قانون پر ٹھیک ٹھیک عمل کر سکے ؛

اس کے ساتھ جب آپ قرآن کو غور سے پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خدا کا علم صرف یہی نہیں ہے کہ آپ خود اللہ کے مطیع و فرمانبردار بندے بنیں بلکہ ساتھ ساتھ یہ حکم بھی ہے کہ دنیا کو خدا کا مطیع و فرمانبردار بنانے کی کوشش کریں۔ دنیا میں خدا کے قانون کو پھیلائیں اور جاری کریں۔ شیطان کا قانون جہاں چل رہا ہو اس کو مٹا دیں اور اس کی جگہ اللہ وحدہٗ لا شریک کے قانون کی حکومت قائم کریں۔ یہ زبردست خدمت جو اللہ تعالیٰ نے آپکے سپرد کی ہے اس کو اکیلا مسلمان انجام نہیں دے سکتا اور اگر کروڑوں مسلمان بھی ہوں مگر الگ الگ رہ کر کوشش کریں۔ تب بھی وہ شیطان کی منظّم طاقت کو نیچا نہیں دکھا سکتے اس کے لئے بھی ضرورت ہے کہ مسلمان ایک جتھا بنیں۔ ایک

دوسرے کے مددگار ہوں۔ ایک دوسرے کی پُشت پناہ بن جائیں۔ اور سب مِل کر ایک ہی مقصد کے لئے جدوجہد کریں ۔

پھر زیادہ گہری نظر سے آپ دیکھیں گے تو یہ بات آپ پر کھلے گی کہ اتنے بڑے مقصد کے لئے مسلمانوں کا مِل جانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کی بھی ضرورت ہے کہ یہ ملنا بالکل صحیح طریق پر ہو۔ یعنی مسلمانوں کی جماعت اِس طرح بنے کہ ایکدوسرے کے ساتھ اُن کے تعلقات ٹھیک ٹھیک جیسے ہونے چاہئیں ویسے ہی ہوں۔ ان کے آپس کے تعلق میں کوئی خرابی نہ رہنے پائے۔ ان میں پوری یک جہتی ہو۔ وہ ایک سردار کی اطاعت کریں۔ اس کے حکم پر حرکت کرنے کی عادت ان میں پیدا ہو اور وہ بھی سمجھ لیں کہ اپنے سردار کی فرمانبرداری انہیں کس طرح اور کہاں تک کرنی چاہیئے اور نافرمانی کے مواقع کون سے ہیں ۔

اِن سب باتوں کو نظر میں رکھ کر دیکھئے کہ نماز باجماعت کِس طرح یہ سارے کام کرتی ہے ۔

حکم ہے کہ اذان کی آواز سن کر اپنے اپنے کام چھوڑ دو اور مسجد کی طرف آجاؤ۔ یہ طلبی کی پکار سُن کر ہر طرف سے مسلمانوں کا اُٹھنا اور ایک مرکز پر جمع ہو جانا ان کے اندر وہی کیفیت

پیدا کرتا ہے جو فوج کی ہوتی ہے۔ فوجی سپاہی جہاں جہاں بھی
ہوں۔ بگل کی آواز سنتے ہی سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارا کمانڈر بلا رہا
ہے۔ اس طلبی پر سب کے دل میں ایک ہی کیفیت پیدا ہوتی ہے
یعنی کمانڈر کے حکم کی پیروی کا خیال اور اس خیال کے مطابق
سب ایک ہی کام کرتے ہیں یعنی اپنی اپنی جگہ سے اس آواز پہ
دوڑ پڑتے ہیں اور ہر طرف سے سمٹ کر ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں
فوج میں یہ طریقہ کس لئے اختیار کیا گیا ہے؟ اسی لئے کہ اوّل تو
ہر ہر سپاہی میں الگ الگ حکم ماننے اور اس پر مستعدی کے ساتھ
عمل کرنے کی خصلت اور عادت پیدا ہو اور پھر ساتھ ہی ساتھ ایسے
تمام فرمانبردار سپاہی مل کر ایک گروہ، ایک جتھا، ایک ٹیم بھی بنجائیں
اور ان میں یہ عادت بھی پیدا ہو جائے کہ کمانڈر کے حکم پر ایک ہی
وقت میں ایک جگہ پر سب جمع ہو جایا کریں۔ تاکہ جب کوئی مہم پیش آئے
تو ساری فوج ایک آواز پر ایک مقصد کے لئے اکھٹی ہو کر کام کر سکے۔
ایسا نہ ہو کہ سارے سپاہی اپنی اپنی جگہ تو بڑے تیس مار خان ہوں مگر
کام کے موقع پر جمع ہو کر نہ لڑ سکیں۔ بلکہ ہر ایک اپنی مرضی کے مطابق
جدھر چاہے چلا جائے۔ ایسی حالت اگر کسی فوج کی ہو تو اس کے ہزار
بہادر سپاہیوں کو غنیم کے پچاس سپاہیوں کا ایک دستہ الگ الگ

پکڑ کے ختم کر سکتا ہے۔ پس اسی اصول پر مسلمانوں کے لئے بھی یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ جو مسلمان جہاں اذان کی آواز سُنے۔ سب کام چھوڑ کر اپنے قریب کی مسجد کا رُخ کرے تاکہ سب مسلمان مِل کر اللہ کی فوج بنجائیں اس اجتماع کی مشق انکو روزانہ پانچ وقت کرائی جاتی ہے۔ کیونکہ دنیا کی ساری فوجوں سے بڑھ کر سخت ڈیوٹی اس خدائی فوج کی ہے - دوسری فوجوں کے لئے تو مدتوں میں کبھی ایک مہم پیش آتی ہے - اور اس کی خاطر انکی یہ ساری فوجی مشقیں کرائی جاتی ہیں مگر اس خدائی فوج کو ہر وقت شیطانی طاقتوں کے ساتھ لڑنا ہے اور ہر وقت اپنے کمانڈر کے احکام کی تعمیل کرنی ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ یہ بھی بہت بڑی رعایت ہے کہ اسے روزانہ صرف پانچ مرتبہ خدائی بگل کی آواز پر دوڑنے اور خدائی چھاؤنی یعنی مسجد میں جمع ہونے کا حکم دیا گیا ہے:۔

یہ تو محض اذان کا فائدہ تھا - اب آپ مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور صرف اس جمع ہونے میں بے شمار فائدے ہیں۔ یہاں جو آپ جمع ہوئے تو آپ نے ایکدوسرے کو دیکھا، پہچانا - ایک دوسرے سے واقف ہوئے یہ دیکھنا، پہچاننا - واقف ہونا کس حیثیت سے ہے؟ اس حیثیت سے کہ آپ سب ایک خدا کے بندے ہیں - ایک رسول کے پیرو ہیں - ایک

کتاب کے ماننے والے ہیں۔ ایک ہی مقصد آپ سب کی زندگی کا ہے
اسی ایک مقصد کو پورا کرنے کے لئے آپ یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اور
اسی مقصد کو یہاں سے واپس جا کر بھی آپ کو پورا کرنا ہے۔ اِس
قسم کی آشنائی، اس قسم کی واقفیت آپ میں خود بخود یہ خیال پیدا کر
دیتی ہے کہ آپ سب ایک قوم ہیں۔ ایک ہی فوج کے سپاہی ہیں۔
ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ دنیا میں آپکی اغراض۔ آپکے مقاصد،
آپ کے نقصانات اور آپکے فوائد سب مشترک ہیں اور آپ کی
زندگیاں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں ۞

پھر آپ جو ایکدوسرے کو دیکھیں گے تو ظاہر ہے کہ آنکھیں کھولکر
ہی دیکھیں گے اور یہ دیکھنا بھی دشمن کا دشمن کو دیکھنا نہیں بلکہ دوست
کا دوست کو اور بھائی کا بھائی کو دیکھنا ہوگا۔ اِس نظر سے جب آپ
دیکھیں گے کہ میرا کوئی بھائی پھٹے پرانے کپڑوں میں ہے۔ کوئی معذور،
لنگڑا، لولا یا اندھا ہے تو خواہ مخواہ آپکے دل میں ہمدردی پیدا ہوگی۔
آپ میں سے جو خوشحال ہیں وہ غریبوں اور بیکسوں پر رحم کھائیں گے
جو بدحال ہیں۔ انہیں امیروں تک پہنچنے اور اُن سے اپنا حال کہنے
کی ہمت پیدا ہوگی۔ کسی کے متعلق معلوم ہوگا کہ بیمار ہے یا کسی مصیبت
میں پھنس گیا ہے۔ اِس لئے مسجد میں نہیں آیا تو اس کی عبادت

کو جانے کا خیال پیدا ہوگا۔ کسی کے مرنے کی خبر ملی تو سب مل کر اس کے لئے نماز جنازہ پڑھیں گے اور غمزدہ عزیزوں کے غم میں شریک ہوں گے ۔ یہ سب باتیں آپ کی باہمی محبت کو بڑھانے والی اور ایک دوسرے کا مددگار بنانے والی ہیں ؎

اس کے بعد ذرا غور کیجئے ۔ یہاں جو آپ جمع ہوئے ہیں تو ایک پاک جگہ پاک مقصد کے لئے جمع ہوئے ہیں یہ چوروں اور شرابیوں اور جوئے بازوں کا اجتماع تو نہیں ہے کہ سب کے دل میں ناپاک ارادے بھرے ہوئے ہوں ۔ یہ تو اللہ کے بندوں کا اجتماع ہے اللہ کی عبادت کے لئے ، اللہ کے گھر میں ، سب اپنے خدا کے سامنے بندگی کا اقرار کرنے حاضر ہوئے ہیں ۔ ایسے موقع پر اول تو ایماندار آدمی میں خود ہی اپنے گناہوں پر شرمندگی کا احساس ہوتا ہے لیکن اگر اس نے کوئی گناہ اپنے دوسرے بھائی کے سامنے کیا تھا اور وہ بھی یہاں مسجد میں موجود ہے تو محض اس کی نگاہوں کا سامنا ہو جانا ہی اس کے لئے کافی ہے کہ گنہگار اپنے دل میں کٹ کٹ جائے اور اگر کہیں مسلمانوں میں ایک دوسرے کو نصیحت کرنے کا جذبہ بھی موجود ہو اور وہ جانتے ہوں کہ ہمدردی و محبت کے ساتھ ایکدوسرے کی اصلاح کس طرح کرنی چاہیئے ۔ تو یقین جانئے کہ یہ اجتماع انتہائی

رحمت و برکت کا موجب ہوگا - اس طرح سب مسلمان مل کر ایکدوسرے
کی خرابیوں کو دُور کریں گے - ایک دوسرے کی کمی پوری کریں گے
اور پوری جماعت نیکوں اور صالحوں کی جماعت بنتی چلی جائے گی۔
یہ صرف مسجد میں جمع ہونے کی برکتیں ہیں - اس کے بعد یہ دیکھئے
کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے میں کتنی برکات پوشیدہ ہیں - آپ
سب ایک صف میں ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوتے ہیں - نہ
کوئی بڑا ہے نہ چھوٹا - نہ کوئی اونچے درجے کا ہے نہ نیچے درجے کا -
خدا کے دربار میں خدا کے سامنے سب ایک درجے میں ہیں - کسی کا
ہاتھ لگنے سے اور کسی کے چھو جانے سے کوئی ناپاک نہیں ہوتا - سب
پاک ہیں اس لئے کہ سب انسان ہیں - ایک خدا کے بندے ہیں
اور ایک ہی دین کے ماننے والے ہیں - آپ میں خاندانوں اور
قبیلوں اور ملکوں اور زبانوں کا بھی کوئی فرق نہیں - کوئی سید
ہے - کوئی پٹھان ہے - کوئی راجپوت ہے کوئی جاٹ ہے کوئی کسی
ملک کا رہنے والا ہے اور کوئی کسی ملک کا - کسی کی زبان کچھ ہے
اور کسی کی زبان کچھ - مگر سب ایک صف میں کھڑے ایک خدا کی
عبادت کر رہے ہیں - اس کے معنی یہ ہیں کہ سب ایک قوم ہیں -
یہ حسب نسب اور برادریوں اور قوموں کی تقسیم کوئی اہمیت

نہیں رکھتی۔ سب سے بڑا تعلق آپ کے درمیان خدا کی بندگی و عبادت کا تعلق ہے۔ اس میں جب آپ سب ایک ہیں تو پھر کسی معاملہ میں بھی الگ کیوں ہوں؟

پھر جب آپ ایک صف باندھے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک فوج اپنے پادشاہ کے سامنے خدمت کے لیئے کھڑی ہے۔ صف باندھ کر کھڑے ہونے اور مل کر ایک ساتھ حرکت کرنے سے آپ کے دلوں میں یک جہتی پیدا ہوتی ہے۔ آپ کو یہ مشق کرائی جاتی ہے کہ خدا کی بندگی میں اس طرح ہو جاؤ کہ سب کے ہاتھ ایک ساتھ اُٹھیں اور سب کے پاؤں ایک ساتھ چلیں۔ گویا آپ دس یا بیس یا سو یا ہزار آدمی نہیں ہیں۔ بلکہ مل کر ایک آدمی کی طرح بن گئے ہیں *

اس جماعت اور اس صف بندی کے بعد آپ کرتے کیا ہیں؟ یک زبان ہو کر اپنے مالک سے عرض کرتے ہیں اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ہم سب تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں" اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ "ہم سب کو سیدھے رستے چلا" رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" ہمارے پروردگار تیرے ہی لئے حمد ہے" اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔

"ہم سب پر سلامتی ہو اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر" پھر نماز ختم کر کے آپ سب ایک دوسرے کے لئے سلامتی اور رحمت کی دعا کرتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ اسکے معنی یہ ہوئے کہ آپ سب ایکدوسرے کے خیر خواہ سب ملکر ایک ہی مالک سے سب کیلئے بھلائی کی دُعا کرتے ہیں۔ آپ اکیلے اکیلے نہیں ہیں۔ آپ میں سے کوئی تنہا سب کچھ اپنے لئے نہیں مانگتا۔ بلکہ ہر ایک کی یہی دعا ہے کہ سب پر خدا کا فضل ہو۔ سب کو ایک رستے پر چلنے کی توفیق بخشی جائے اور سب خدا کی سلامتی میں شامل ہوں۔

اس طرح یہ نماز آپ کے دِلوں کو جوڑتی ہے۔ آپ کے خیالات میں یکسانی پیدا کرتی ہے اور آپ میں خیر خواہی کا تعلق پیدا کرتی ہے مگر دیکھ لیجئے کہ جماعت کی نماز آپ کبھی امام کے بغیر نہیں پڑھتے۔ دو آدمی بھی مِل کر پڑھیں گے تو ایک امام ہوگا اور دوسرا مقتدی۔ جماعت جب کھڑی ہو جائے تو اس سے الگ ہو کر نماز پڑھنا سخت ممنوع ہے بلکہ ایسی نماز ہوتی ہی نہیں۔ حکم ہے کہ جو آتا جائے۔ اِسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوتا جائے۔ یہ سب چیزیں نماز ہی کے لئے نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں دراصل آپ کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کرنی ہے تو اس طرح جماعت بن کر رہو۔ تمہاری جماعت،

جماعت ہی نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ تمہارا کوئی امام نہ ہو۔ اور جماعت جب بن جائے تو اس سے الگ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ تمہاری زندگی مسلمان کی زندگی نہیں رہی۔

صرف اسی پر بس نہیں کیا گیا۔ بلکہ جماعت میں امام اور مقتدیوں کا تعلّق اس طور پر قائم کیا گیا۔ جس سے آپ کو معلوم ہو جائے کہ اس چھوٹی مسجد کے باہر اس عظیم الشان مسجد میں جس کا نام "زمین" ہے۔ آپ کے امام کی کیا حیثیت ہے۔ اس کے فرائض کیا ہیں۔ اس کے حقوق کیا ہیں۔ آپ کو کس طرح اس کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اگر وہ غلطی کرے تو آپ کیا کریں۔ کہاں تک آپ کو غلطی میں بھی اس کی پیروی کرنی چاہیئے۔ کہاں آپ اس کو ٹوکنے کے مجاز ہیں۔ کہاں آپ اس سے مطالبہ کرسکتے ہیں کہ اپنی غلطی کی اصلاح کرے اور کس موقع پر آپ اس کو امامت سے ہٹا سکتے ہیں۔ یہ سب گویا ایک چھوٹے پیمانے پر ایک بڑی سلطنت کو چلانے کی مشق ہے۔ جو ہر روز پانچ مرتبہ آپ سے ہر چھوٹی سے چھوٹی مسجد میں کرائی جاتی ہے۔

یہاں اتنا موقع نہیں کہ میں ان ساری تفصیلات کو بیان کروں۔ مگر چند موٹی موٹی باتیں بیان کرتا ہوں۔

حکم ہے کہ امام ایسے شخص کو بنایا جائے جو پرہیزگار ہو۔ علم میں زیادہ ہو۔ قرآن زیادہ جانتا ہو اور سن رسیدہ بھی ہو۔ حدیث میں ترتیب بھی بتا دی گئی ہے کہ اِن صفات میں کون سی صفت کِس صفت پر مقدم ہے۔ یہیں سے یہ تعلیم بھی دی گئی کہ سردارِ قوم کے انتخاب میں کن باتوں کا لحاظ کرنا چاہیئے ❖

حکم ہے کہ امام ایسا شخص نہ ہو۔ جس سے جماعت کی اکثریت ناراض ہو۔ یوں تو تھوڑے بہت مخالف کس کے نہیں ہوتے۔ لیکن اگر جماعت میں زیادہ تر آدمی کسی شخص سے نفرت رکھتے ہوں تو اس کو امام نہ بنایا جائے۔ یہاں پھر سردارِ قوم کے انتخاب کا قاعدہ بتا دیا گیا ہے ❖

حکم ہے کہ جو شخص جماعت کا امام بنایا جائے۔ وہ نماز ایسی پڑھائے کہ جماعت کے ضعیف ترین آدمی کو بھی تکلیف نہ ہو محض جوان مضبوط۔ تندرست اور فرصت والے آدمی کو ہی پیش نظر رکھ کر لمبی لمبی قرات اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے نہ کرنے لگے۔ بلکہ یہ بھی دیکھے کہ جماعت میں بوڑھے بھی ہیں۔ بیمار بھی ہیں اور ایسے مشغول آدمی بھی ہیں۔ جو جلدی نماز پڑھ کر اپنے کام پر واپس جانا چاہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ

میں یہاں تک رحم اور شفقت کا نمونہ پیش فرمایا ہے کہ نماز پڑھاتے میں کسی بچے کے رونے کی آواز آجاتی تو نماز مختصر کر دیتے تھے تاکہ اگر بچے کی ماں جماعت میں شریک ہے تو اسے تکلیف نہ ہو۔ یہ گویا سردارِ قوم کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ جب سردار بنایا جائے۔ تو اس کا طرزِ عمل کیسا ہونا چاہیئے ؛

حکم ہے کہ امام پر اگر نماز پڑھاتے میں کوئی حادثہ پیش آئے۔ جس کی وجہ سے وہ نماز پڑھانے کے قابل نہ رہے تو فوراً ہٹ جائے اور اپنی جگہ پیچھے کے آدمی کو کھڑا کر دے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سردارِ قوم کا بھی یہی فرض ہے۔ جب وہ سرداری کے قابل اپنے آپ کو نہ پائے تو اسے خود ہٹ جانا چاہیئے اور دوسرے آدمی کے لئے جگہ خالی کر دینی چاہیئے۔ اس میں نہ شرم کا کچھ کام ہے۔ اور نہ خود غرضی کا ؛

حکم ہے کہ امام کے فعل کی سختی کے ساتھ پابندی کرو۔ اس کی حرکت سے پہلے حرکت کرنا سخت ممنوع ہے۔ یہاں تک کہ جو شخص امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں جائے۔ اس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ وہ گدھے کی صورت میں اُٹھایا جائیگا۔ یہاں گویا قوم کو سبق دیا گیا ہے کہ اُسے اپنے سردار کی اطاعت کس طرح

کرنی چاہیئے ؂

امام اگر نماز میں غلطی کرے۔ مثلاً جہاں اُسے بیٹھنا چاہیئے تھا۔ وہاں کھڑا ہو جائے یا جہاں کھڑا ہونا چاہیئے تھا وہاں بیٹھ جائے تو حکم ہے کہ سبحان اللہ کہہ کر اُسے غلطی پر متنبہ کرو۔ سبحان اللہ کے معنی ہیں "اللہ پاک ہے" امام کی غلطی پر سبحان اللہ کہنے کا مطلب یہ ہُوا کہ غلطی سے تو صرف اللہ ہی پاک ہے۔ تم انسان ہو۔ تم سے بھول چوک ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یہ طریقہ ہے امام کو ٹوکنے کا۔ اور جب اس طرح سے ٹوکا جائے تو اس کو لازم ہے کہ بلا کسی شرم و لحاظ کے اپنی غلطی کی اصلاح کرے۔ البتہ اگر ٹوکے جانے کے باوجود امام کو یقین ہو کہ اس نے صحیح فعل کیا ہے تو وہ اپنے یقین کے مطابق عمل کر سکتا ہے اور اس صورت میں جماعت کا کام یہ ہے کہ اس کے عمل کو غلط جاننے کے باوجود اس کا ساتھ دیں۔ نماز ختم ہونے کے بعد وہ حق رکھتے ہیں کہ امام پر اس کی غلطی ثابت کریں اور نماز دوبارہ پڑھانے کا اس سے مطالبہ کریں ؂

امام کے ساتھ جماعت کا یہ برتاؤ صرف ان حالات کے لئے ہے جبکہ غلطی چھوٹی چھوٹی باتوں میں ہو۔ لیکن اگر امام سنت نبویؐ

کے خلاف نماز کی ترکیب بدل دے۔ یا نماز میں قرآن کو جان بوجھ کر غلط پڑھے یا نماز پڑھاتے ہوئے کفر و شرک یا صریح گناہ کا ارتکاب کرے تو جماعت کا فرض ہے کہ اسی وقت نماز توڑ کر اس امام سے الگ ہو جائے ؀

یہ سب ہدایتیں ایسی ہیں جن میں پوری تعلیم دی گئی ہے کہ تم کو اپنی قومی زندگی میں اپنے سردار کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیئے ؀

یہ فوائد جو میں نے نماز باجماعت کے بیان کئے ہیں اُن سے آپ نے اندازہ کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس ایک عبادت میں جو دِن بھر میں پانچ مرتبہ صرف چند منٹ کے لئے ادا کی جاتی ہے۔ کس طرح دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں آپ کے لئے جمع کر دی ہیں۔ کس طرح یہی ایک چیز آپ کو تمام سعادتوں سے مالا مال کر دیتی ہے اور کس طرح یہ آپ کو اللہ کی غلامی اور دُنیا کی حکمرانی کے لئے تیار کرتی ہے۔ اب آپ ضرور سوال کریں گے کہ جب نماز ایسی چیز ہے تو جو فائدے تم بیان کرتے ہو یہ حاصل کیوں نہیں ہوتے؟ اس کا جواب بعد کے مضمون میں آپ کو ملے گا ؀

نمازیں بے اثر کیوں ہو گئیں

اس مضمون میں مجھے آپ کو یہ بتانا ہے کہ جس نماز کے اس قدر فائدے میں نے پچھلے مضامین میں مسلسل بیان کئے ہیں۔ وہ اب کیوں وہ فائدے نہیں دے رہی ہے؟ کیا بات ہے کہ آپ نمازیں پڑھتے ہیں اور پھر بھی غلام ہیں؟ پھر بھی کفار آپ پر غالب ہیں؟ پھر بھی آپ دنیا میں تباہ حال اور نکبت زدہ ہیں؟

اس سوال کا مختصر جواب تو صرف یہ ہو سکتا ہے کہ آپ نمازیں پڑھتے ہی نہیں اور پڑھتے بھی ہیں تو اس طریقہ سے نہیں پڑھتے جو خدا اور رسول نے بتایا ہے۔ اِس لئے ان فائدوں کی توقع آپ نہیں کر سکتے جو مومنین کو معراجِ کمال تک پہنچانے والی نماز سے پہنچنے چاہئیں . . . لیکن میں جانتا ہوں کہ صرف اتنا سا

جواب آپ کو مطمئن نہیں کر سکتا - اس لئے ذرا تفصیل کے ساتھ آپ کو یہ بات سمجھاؤں گا ⁂

یہ گھنٹا جو آپ کے سامنے لٹک رہا ہے - آپ دیکھتے ہیں کہ اس میں بہت سے پُرزے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں - جب اس کو کوک دی جاتی ہے تو سب پُرزے اپنا اپنا کام شروع کر دیتے ہیں اور ان کے حرکت کرنے کے ساتھ باہر کے سفید تختے پر ان کی حرکت کا نتیجہ ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے - یعنی گھنٹے کی دونوں سوئیاں چل کر ایک ایک سکنڈ اور ایک ایک منٹ بتانے لگتی ہیں - اب آپ غور کی نگاہ سے دیکھئے - گھنٹے کے بنانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ صحیح وقت بتائے - اِس مقصد کے لئے گھنٹے کی مشین میں وہ سب پُرزے جمع کئے گئے جو صحیح وقت بتانے کے لئے ضروری تھے - پھر ان سب کو اس طرح جوڑا گیا - کہ سب مِل کر باقاعدہ حرکت کریں اور ہر پرزہ وہی کام اور اتنا ہی کام کرتا چلا جائے - جتنا صحیح وقت بتانے کے لئے اس کو کرنا چاہیئے - پھر کوک دینے کا قاعدہ مقرر کیا گیا - تاکہ اِن پرزوں کو ٹھہرنے نہ دیا جائے اور تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد ان کو حرکت دی جاتی رہے - اِس طرح جب تمام پُرزوں کو ٹھیک

ٹھیک جوڑا گیا اور ان کو کوک دی گئی۔ تب کہیں یہ گھنٹا اس
قابل ہوا کہ وہ مقصد پورا کرے۔ جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔ اگر
آپ اِسے کوک نہ دیں تو یہ وقت نہیں بتائے گا۔ اگر آپ کوک
دیں۔ لیکن اس قاعدے کے مطابق نہ دیں جو کوک دینے کے لئے
مقرر کیا گیا ہے تو یہ بند ہو جائے گا یا چلے گا بھی تو صحیح وقت
نہ بتائے گا۔ اگر آپ اس کے بعض پُرزے نکال ڈالیں اور
پھر کوک دیں تو اس کوک سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اگر آپ اس
کے بعض پُرزوں کو نکال کر اس کی جگہ سنگر مشین کے پُرزے
لگا دیں اور پھر کوک دیں تو یہ نہ وقت بتائے گا اور نہ کپڑا ہی
سیئے گا۔ اگر آپ اس کے سارے پُرزے اس کے اندر بدستور
رہنے دیں۔ لیکن ان کو کھول کر ایک دوسرے سے الگ کر دیں
تو کوک دینے سے کوئی پُرزہ بھی حرکت نہ کرے گا۔ کہنے کو سارے
پرزے اس کے اندر موجود ہوں گے۔ مگر محض پرزوں کے موجود
رہنے سے وہ مقصد حاصل نہ ہو گا۔ جس کے لئے گھنٹہ بنایا گیا ہے
کیونکہ ان کی ترتیب اور انکا آپس کا تعلق آپ نے توڑ دیا ہے
جس کی وجہ سے وہ مل کر حرکت نہیں کر سکتے۔ یہ سب صورتیں
جو میں نے آپ سے بیان کی ہیں۔ ان میں اگرچہ گھنٹے کی ہستی

اور اس میں کوک دینے کا فعل دونوں بے کار ہو جاتے ہیں لیکن دُور سے دیکھنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ گھنٹا نہیں ہے یا آپ کوک نہیں دے رہے ہیں۔ وہ تو یہی کہے گا کہ صورت بالکل گھنٹے جیسی ہے اور یہی امید کرے گا کہ گھنٹے کا جو فائدہ ہے۔ وُہ

.. ..

.. .. اس سے حاصل ہونا چاہیئے۔ اِسی طرح دُور سے جب وہ آپ کو کوک دیتے ہوئے دیکھے گا۔ تو یہی سمجھے گا کہ آپ واقعی گھنٹے کو کوک دے رہے ہیں اور یہی توقّع کرے گا کہ گھنٹے کو کوک دینے کا جو نیتجہ ہے۔ وہ ظاہر ہونا چاہیئے لیکن یہ توقّع پوری کیسے ہو سکتی ہے۔ جب کہ یہ گھنٹہ بس دُور سے دیکھنے ہی کا گھنٹہ ہے اور حقیقت میں اس کے اندر گھنٹہ پن باقی نہیں رہا ہے؟

یہ مثال جو میں نے بیان کی ہے۔ اس سے آپ سارا معاملہ سمجھ سکتے ہیں۔ اسلام کو اسی گھنٹہ پر قیاس کر لیجئے۔ جس طرح گھنٹے کا مقصد صحیح وقت بتانا ہے۔ اِسی طرح اسلام کا مقصد یہ ہے کہ زمین میں آپ خدا کے خلیفہ یعنی خدائی فوجدار بن کر رہیں۔ خود خدا کے حکم پر چلیں۔ سب پر خدا کا حکم

چلائیں اور سب کو خدا کے قانون کا تابع بنا کر رکھیں۔ اس مقصد کو صاف طور پر قرآن میں بیان کر دیا گیا ہے کہ :-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

تم بہترین اُمت ہو۔ جسے نوعِ انسانی کے لئے نکالا گیا ہے۔ تمہارا کام یہ ہے کہ سب انسانوں کو نیکی کا حکم دو۔ اور بُرائی سے روکو اور اللہ پر ایمان رکھو

اور

قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ -

لوگوں سے جنگ کرو۔ یہاں تک کہ غیر اللہ کی فرمانروائی کا فتنہ مٹ جائے اور اطاعت سب کی سب صرف اللہ کے لئے ہو ۔

اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے گھنٹے کے پرزوں کی طرح اسلام میں بھی تمام وہ پُرزے جمع کئے گئے ہیں جو اس غرض کے لئے ضروری اور مناسب تھے ۔ دین کے عقائد۔ اخلاق کے اصول، معاملات کے قاعدے، خدا کے حقوق، بندوں کے حقوق، خود اپنے نفس کے حقوق، دنیا کی ہر اس چیز کے حقوق۔ جس سے آپ کو واسطہ پیش آتا ہے ۔ کمانے کے قاعدے اور خرچ کرنے

کے طریقے، جنگ کے قانون اور صلح کے قاعدے، حکومت کرنے کے قوانین اور حکومتِ اسلامی کی اطاعت کرنے کے ڈھنگ، یہ سب اسلام کے پرزے ہیں اور ان کو گھڑی کے پرزوں کی طرح ایک ایسی ترتیب سے ایک دوسرے کے ساتھ کسا گیا ہے کہ جوں ہی اس میں کوک دی جائے۔ ہر پرزا دوسرے پرزوں کے ساتھ مل کر حرکت کرنے لگے اور ان سب کی حرکت سے اصل نتیجہ یعنی اسلام کا غلبہ اور دنیا پر خدائی قانون کا تسلط اس طرح مسلسل ظاہر ہونا شروع ہو جائے۔ جس طرح اس گھنٹے کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ اس کے پرزوں کی حرکت کے ساتھ ساتھ باہر کے سفید تختے پر نتیجہ برابر ظاہر ہوتا چلا جاتا ہے۔ گھڑی میں پرزوں کو ایک دوسرے کے ساتھ باندھ رکھنے کے لئے چند کیلیں اور چند پنیاں لگائی گئی ہیں۔ اسی طرح اسلام کے پرزوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جڑا رکھنے کے لئے وہ چیز رکھی گئی ہے۔ جس کو نظام جماعت کہا جاتا ہے۔ یعنی مسلمانوں کا ایک سردار ایسا ہو جو دین کا صحیح علم اور تقویٰ کی صفت رکھتا ہو۔ قوم کے دماغ مل کر اس کی مدد کریں۔ قوم کے ہاتھ پاؤں اس کی اطاعت کریں۔ ان سب کی طاقت سے وہ اسلام کے قوانین نافذ کرے اور لوگوں کو ان قوانین کی خلاف

ورزش سے روکے۔ اس طریقے سے جب سارے پرزے ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جائیں اور ان کی ترتیب ٹھیک قائم ہو جائے تو انکو حرکت دینے اور دیتے رہنے کے لئے کوک کی ضرورت ہوتی ہے اور وہی کوک یہ نماز ہے جو ہر روز پانچ وقت پڑھی جاتی ہے۔ پھر اس گھڑی کو صاف کرتے رہنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور وہ صفائی یہ روزے ہیں جو سال بھر میں تیس دن تک برابر رکھے جاتے ہیں اور اس گھڑی کو تیل دیتے رہنے کی بھی ضرورت ہے۔ سو زکوٰۃ وہ تیل ہے جو سال بھر میں ایک مرتبہ اس کے پرزوں کو دیا جاتا ہے۔ یہ تیل کہیں باہر سے نہیں آتا۔ بلکہ اسی گھڑی کے بعض پرزے تیل بناتے ہیں اور بعض سوکھے ہوئے پرزوں کو روغن دار کر کے آسانی کے ساتھ چلنے کے قابل بنا دیتے ہیں۔ پھر اسے کبھی کبھی اوورہال کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ سو وہ اوورہالنگ یہ حج ہے جو عمر میں ایک مرتبہ کرنا ضروری ہے اور اس سے زیادہ جتنا کیا جا سکے اتنا ہی بہتر ہے ۔

اب آپ غور کیجئے کہ یہ کوک دینا اور صفائی کرنا اور تیل دینا اور اوورہال کرنا اسی وقت تو مفید ہو سکتا ہے۔ جب اس فریم میں اس گھڑی کے سارے پرزے موجود ہوں۔ ایکدوسرے

کے ساتھ اسی ترتیب سے جڑے ہوئے ہوں۔ جس سے گھڑی ساز نے انہیں جوڑا تھا اور ایسے تیار رہیں کہ کوک دیتے ہی اپنی مقررہ حرکت کرنے لگیں۔ اور حرکت کرتے ہی نتیجہ دکھانے لگیں۔ لیکن یہاں معاملہ ہی کچھ دوسرا ہو گیا ہے۔ اول تو وہ نظامِ جماعت ہی باقی نہیں رہا۔ جس سے اس گھڑی کے پُرزوں کو باندھا گیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارے پیچ ڈھیلے ہو گئے اور پرزہ پرزہ الگ ہو کر بکھر گیا۔ اب جو جس کے جی میں آتا ہے کرتا ہے۔ کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ ہر شخص مختار ہے۔ اس کا دل چاہے تو اسلام کے قانون کی پیروی کرے۔ اور نہ چاہے تو نہ کرے۔ اس پر بھی آپ لوگوں کا دل ٹھنڈا نہ ہوا تو آپ نے اس گھڑی کے بہت سے پرزے نکال ڈالے۔ اور ان کی جگہ ہر شخص نے اپنی اپنی پسند کے مطابق جس دوسری مشین کا پرزہ چاہا۔ لا کر اس میں فٹ کر دیا۔ کوئی صاحب سنگر مشین کا پرزہ پسند کر کے لے آئے کسی صاحب کو آٹا پیسنے کی چکی کا کوئی پرزہ پسند آ گیا تو وہ اسے اٹھا لائے اور کسی صاحب نے موٹر لاری کی کوئی چیز پسند کی تو اسے لا کر گھڑی میں لگا دیا۔ اب آپ مسلمان بھی ہیں اور بینک سے سودی کاروبار بھی چل رہا ہے۔ انشورنس کمپنی میں بیمہ بھی

کرار کھا ہے۔ انگریزی عدالتوں میں جھوٹے مقدمے بھی لڑ رہے ہیں۔ کفّار کی وفادارانہ خدمت بھی ہو رہی ہے۔ بیٹیوں اور بہنوں اور بیویوں کو میم صاحب بھی بنایا جا رہا ہے۔ بچّوں کو مادہ پرستانہ تعلیم بھی دی جا رہی ہے۔ گاندھی صاحب کی پیروی بھی ہو رہی ہے اور لینن صاحب کے راگ بھی گائے جا رہے ہیں غرض کوئی غیر اسلامیؒ چیز ایسی نہیں رہی۔ جسے ہمارے بھائی مسلمانوں نے لا لا کر اسلام کی اِس گھڑی کے فریم میں ٹھونس نہ دیا ہو ؎

یہ سب حرکتیں کرنے کے بعد اب آپ چاہتے ہیں کہ کوک دینے سے یہ گھڑی چلے اور وہی نتیجہ دِکھائے۔ جس کے لیئے اس گھڑی کو بنایا گیا تھا۔ اور صفائی کرنے، تیل دینے اور اوورہال کرنے سے وہی فائدے ہوں جو اِن کاموں کے لِئے مقرر ہیں۔ مگر ذرا عقل سے آپ کام لیں تو باآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ جو حال آپ نے اس گھڑی کا کر دیا ہے۔ اس میں عمر بھر کوک دینے اور صفائی کرنے اور تیل دیتے رہنے سے بھی کچھ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ جب تک کہ آپ باہر سے آئے ہوئے تمام پرزوں کو نکال کر اس کے اصل پُرزے اس میں نہ رکھیں گے اور پھر ان پُرزوں کو اسی

ترتیب کے ساتھ جوڑ کر کس نہ دیں گے جس طرح ابتدا میں انہیں جوڑا اور کسا گیا تھا۔ آپ ہرگز ان نتائج کی توقع نہیں کر سکتے جو اس سے کبھی ظاہر ہوئے تھے۔

خوب سمجھ لیجئے کہ یہ اصلی وجہ ہے آپ کی نمازوں اور روزوں اور زکوٰۃ اور حج کے بے نتیجہ ہو جانے کی۔ اول تو آپ میں سے نمازیں پڑھنے والے اور روزے رکھنے والے اور زکوٰۃ و حج ادا کرنے والے ہیں ہی کتنے۔ نظامِ جماعت کے بکھر جانے سے ہر شخص مختارِ مطلق ہو گیا ہے چاہے ان فرائض کو ادا کرے چاہے نہ کرے۔ کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ پھر جو لوگ انہیں ادا کرتے ہیں وہ بھی کس طرح کرتے ہیں؟ نماز میں جماعت کی پابندی نہیں اور اگر کہیں جماعت کی پابندی ہے بھی تو مسجدوں کی امامت کے لئے ان لوگوں کو چُنا جاتا ہے۔ جو دنیا میں کسی اور کام کے قابل نہیں ہوتے۔ مسجد کی روٹیاں کھانے والے۔ فرضِ دینی کو کمائی کا ذریعہ سمجھنے والے، جاہل، کم حوصلہ اور پست اخلاق لوگوں کو آپ نے اس نماز کا امام بنایا ہے جو آپ کو خدا کا خلیفہ اور دنیا میں خدائی فوجدار بنانے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ اِسی طرح روزے اور زکوٰۃ اور حج کا جو حال ہے وہ بھی ناقابل بیان

ہے ۔ ان سب باتوں کے باوجود آپ کہہ سکتے ہیں کہ اب بھی بہت سے مسلمان اپنے فرائض دینی بجالانے والے ضرور ہیں لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ۔ گھڑی کا پرزہ پرزہ الگ کر کے اور اس میں باہر کی بیسیوں چیزیں داخل کر کے آپ کا کوک دینا اور نہ دینا ، صفائی کرنا اور نہ کرنا ۔ تیل دینا اور نہ دینا دونوں بے نتیجہ ہیں ۔ آپ کی یہ گھڑی دُور سے گھڑی ہی نظر آتی ہے ۔ دیکھنے والا یہی کہتا ہے کہ یہ اسلام ہے اور آپ مسلمان ہیں ۔ آپ جب اس گھڑی کو کوک دیتے اور صفائی کرتے ہیں تو دُور سے دیکھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ واقعی آپ کوک دے رہے ہیں اور صفائی کر رہے ہیں ۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ نماز نماز نہیں ہے یا یہ روزے ، روزے نہیں ہیں ۔ مگر دیکھنے والوں کو کیا خبر کہ اس ظاہری فریم کے اندر کیا کچھ کارستانیاں کی گئی ہیں ؎

میں نے آپ کو اصلی وجہ بتا دی ہے ۔ کہ آپ کے یہ مذہبی اعمال آج کیوں بے نتیجہ ہو رہے ہیں اور کیا وجہ ہے کہ نمازیں پڑھنے اور روزے رکھنے کے باوجود آپ خدائی فوجدار بننے کی بجائے کفار کے قیدی اور ہر ظالم کے تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں

لیکن اگر آپ بُرا نہ مانیں تو میں آپ کو اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات بتاؤں ۔ آپ کو اپنی اس حالت کا رنج اور اپنی مصیبت کا احساس ضرور رہے مگر آپ کے اندر رہ ہزار میں نوسو ننانوے بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگ ایسے ہیں جو اس حالت کو بدلنے کی صحیح صورت کے لیئے راضی نہیں ہیں ۔ وہ اسلام کے اس گھنٹے کو جس کا پرزا پرزا اندر سے الگ کر دیا گیا ہے اور جس میں اپنی اپنی پسند کے مطابق ہر شخص نے کوئی نہ کوئی چیز ملا رکھی ہے از سر نو مرتب کرنا برداشت نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ جب اس میں سے بیرونی چیزیں نکالی جائیں گی ۔ تو ان کی پسند کی بھی کچھ چیزیں نکل کر رہیں گی اور جب اس کو کسا جائے گا ۔ تو وہ خود بھی اس کے ساتھ کسے جائیں گے اور یہی ایسی مشقت ہے ۔ جسے برضا و رغبت گوارا کرنا بڑا ہی مشکل ہے ۔ اس لئے وہ بس یہ چاہتے ہیں کہ یہ گھنٹا اسی حال میں دیوار کی زینت بنا رہے اور دور سے لا لا کر لوگوں کو اس کی زیارت کرائی جائے اور انہیں بتایا جائے کہ اس گھنٹے میں ایسی اور ایسی کرامات چھپی ہوئی ہیں ۔ ان سے بڑھ کر جو لوگ کچھ زیادہ اس گھنٹے کے ہوا خواہ ہیں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ اسی حالت میں اس کو خوب دل لگا لگا کر کوک دی جائے

اور نہایت تن دہی کے ساتھ اس کی صفائی کی جائے۔ مگر حاشا
کہ اس کے پرزوں کو مرتب کرنے اور کسنے اور بیرونی پرزے
نکال پھینکنے کا ارادہ نہ کیا جائے ؛
کاش میں آپ کی ہاں میں ہاں ملا سکتا۔ مگر میں کیا کروں
کہ جو کچھ میں جانتا ہوں۔ اس کے برخلاف نہیں کہہ سکتا۔ میں
آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس حالت میں آپ اس وقت ہیں
اس میں پانچ وقت کی نمازوں کے ساتھ تہجد اور اشراق اور
چاشت بھی آپ پڑھنے لگیں اور پانچ پانچ گھنٹے روزانہ قرآن
بھی پڑھیں اور رمضان شریف کے علاوہ گیارہ مہینوں میں
ساڑھے پانچ مہینوں کے مزید روزے بھی رکھ لیا کریں تب
بھی کچھ حاصل نہ ہوگا۔ گھڑی کے اندر اس کے اصل پرزے
رکھے ہوں اور انہیں کس دیا جائے۔ تب تو ذرا سی کوک بھی
اس چیز کو چلا دے گی۔ تھوڑا سا صاف کرنا اور ذرا سا تیل
دینا بھی نتیجہ خیز ہوگا۔ ورنہ عمر بھر کوک دیتے رہئے۔ گھڑی
نہ چلنی ہے نہ چلے گی ؛

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

روزہ

دوسری عبادت جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرض کی ہے۔ "روزہ" ہے۔ روزہ سے مراد ہے کہ صبح سے شام تک آدمی کھانے پینے اور مباشرت سے پرہیز کرے۔ نماز کی طرح یہ عبادت بھی ابتدا سے تمام پیغمبروں کی شریعت میں فرض رہی ہے۔ پچھلی جتنی اُمتیں گذری ہیں۔ سب اِسی طرح روزے رکھتی تھیں۔ جس طرح امتِ محمدی رکھتی ہے۔ البتہ روزے کے احکام، اور روزوں کی تعداد اور روزے رکھنے کے زمانے میں مختلف شریعتوں کے درمیان فرق رہا ہے۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر مذاہب میں روزہ کسی نہ کسی شکل میں ضرور موجود ہے۔ اگرچہ لوگوں نے اپنی طرف سے بہت سی باتیں ملا کر اس کی شکل بگاڑ دی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی "اے مسلمانو! تمہارے اُوپر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح تم سے پہلے کی اُمّتوں پر فرض کیا گیا تھا" اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی شریعتیں آئی ہیں۔ وہ کبھی روزے کی عبادت سے خالی نہیں رہیں۔ جس طرح نماز اور زکوٰۃ سے خالی نہیں رہی ہیں ؛

غور کیجئے کہ آخر روزے میں بات کیا ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے اس عبادت کو ہر زمانے میں فرض کیا ہے ؟

اس سے پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں کہ اسلام کا اصل مقصد انسان کی پوری زندگی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت بنا دینا ہے۔ انسان عبد یعنی بندہ پیدا ہُوا ہے اور عبدیت یعنی بندگی اس کی عین فطرت ہے۔ اس لئے عبادت یعنی خیال اور عمل میں اللہ کی بندگی کرنے سے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو آزاد نہ ہونا چاہیئے۔ اُسے اپنی بندگی کے ہر معاملہ میں ہمیشہ اور ہر وقت یہ دیکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کس چیز میں ہے اور اس کا غضب اور ناراضی کس چیز میں۔ پھر جس طرف اللہ کی رضا ہو اس طرف جانا چاہیئے اور جس طرف اس کا غضب اور

اس کی ناراضی ہو۔ اس سے یوں بچنا چاہیئے۔ جیسے آگ کے انگارے سے کوئی بچتا ہے۔ جو طریقہ اللہ نے پسند کیا ہو اس پر چلنا چاہیئے اور جس طریقہ کو اس نے پسند نہ کیا ہو اس سے بھاگنا چاہیئے جب انسان کی ساری زندگی اس رنگ میں رنگ جائے۔ تب سمجھو کہ اس نے اپنے مالک کی بندگی کا حق ادا کیا اور مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ کا منشا پورا کر دیا۔

یہ بات بھی اس سے پہلے بیان کر چکا ہوں کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے نام سے جو عبادتیں ہم پر فرض کی گئی ہیں۔ انکا اصل مقصد اسی بڑی عبادت کے لئے ہم کو تیار کرنا ہے۔ ان کو فرض کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر تم نے دن میں پانچ وقت رکوع اور سجدہ کر لیا۔ رمضان میں تیس دن تک صبح سے شام تک بھوک پیاس برداشت کر لی اور مالدار ہونے کی صورت میں سالانہ زکوٰۃ اور عمر میں ایک مرتبہ حج ادا کر دیا تو اللہ کا جو جو حق تم پر تھا وہ ادا ہو گیا اور اس کے بعد تم اس کی بندگی سے آزاد ہو گئے کہ جو چاہو کرتے پھرو۔ بلکہ در اصل ان عبادتوں کو فرض کرنے کی غرض یہی ہے کہ ان کے ذریعہ سے آدمی کی تربیت کی جائے اور اس کو اس قابل بنا دیا جائے کہ اس کی پوری

زندگی اللہ کی عبادت بن جائے۔ آیئے اب اِس مقصد کو سامنے رکھ کر ہم دیکھیں کہ روزہ کس طرح آدمی کو اس بڑی عبادت کے لئے تیار کرتا ہے ۔

روزہ کے سوا دوسری جتنی عبادتیں ہیں۔ وہ کسی نہ کسی ظاہری حرکت سے ادا کی جاتی ہیں۔ مثلاً نماز میں آدمی اُٹھتا اور بیٹھتا اور رکوع اور سجدہ کرتا ہے ۔جس کو ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ حج میں ایک لمبا سفر کر کے جاتا ہے اور پھر ہزاروں لاکھوں آدمیوں کے ساتھ سفر کرتا ہے ۔ زکوٰۃ بھی کم از کم ایک شخص دیتا ہے اور دوسرا شخص لیتا ہے ۔ ان سب عبادتوں کا حال چھپ نہیں سکتا۔ اگر آپ ادا کرتے ہیں۔ تب بھی دوسروں کو معلوم ہو جاتا ہے اور اگر ادا نہیں کرتے ۔ تب بھی لوگوں کو خبر ہو جاتی ہے ۔اس کے برخلاف روزہ ایسی عبادت ہے ۔جس کا حال خدا اور بندے کے سوا کسی دوسرے پر نہیں کھل سکتا۔ ایک شخص سب کے سامنے سحری کھائے اور افطار کے وقت تک ظاہر میں کچھ نہ کھائے پیئے ۔ مگر چھپ کر پانی پی جائے۔یا کچھ چوری چھپے کھالے تو خدا کے سوا کسی کو بھی اس کی خبر نہیں ہو سکتی۔ ساری دنیا یہی سمجھتی رہے گی کہ وہ روزے سے ہے ۔ اور وہ

حقیقت میں روزے سے نہ ہوگا ؎

روزے کی اس حیثیت کو سامنے رکھو۔ پھر غور کرو۔ جو شخص حقیقت میں روزہ رکھتا ہے اور اس میں چوری چھپے بھی کچھ نہیں کھاتا پیتا۔ سخت گرمی کی حالت میں بھی جب کہ پیاس سے حلق چٹخا جاتا ہو۔ پانی کا ایک قطرہ حلق سے نیچے نہیں اتارتا۔ سخت بھوک کی حالت میں بھی جبکہ آنکھوں میں دم آرہا ہو۔ کوئی چیز کھانے کا ارادہ نہیں کرتا۔ اُسے اللہ تعالیٰ کے عالِمُ الغیب ہونے پر کتنا ایمان ہے۔ کس قدر زبردست یقین کے ساتھ وہ جانتا ہے کہ اس کی کوئی حرکت چاہے ساری دنیا سے چھپ جائے مگر اللہ سے نہیں چھپ سکتی۔ کیسا خوفِ خدا اس کے دل میں ہے کہ بڑی سے بڑی تکلیف اُٹھاتا ہے۔ مگر صرف اللہ کے ڈر سے کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو اس کے روزے کو توڑنے والا ہے۔ کس قدر مضبوط اعتقاد ہے اس کو آخرت کی سزا و جزا پر کہ مہینہ بھر میں وہ کم از کم تین سو ساٹھ گھنٹہ کے روزے رکھتا ہے اور اس دوران میں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اس کے دل میں آخرت کے متعلق شک کا شائبہ تک نہیں آتا۔ کیونکہ اگر اُسے اس امر میں شک ہو جائے کہ آخرت ہوگی یا نہ ہوگی۔

اور اس میں عذاب و ثواب ہوگا یا نہ ہوگا تو وہ کبھی اپنا روزہ پورا نہیں کر سکتا۔ شک کی فطرت یہی ہے کہ وہ آدمی کے ارادے کو متزلزل کر دیتا ہے۔ لہذا شک آنے کے بعد یہ ممکن نہیں ہے کہ آدمی خدا کے حکم کی تعمیل میں کچھ نہ کھانے اور پینے کے ارادہ پر قائم رہ جائے ٭

اس طرح اللہ تعالیٰ ہر سال کامل ایک مہینہ تک مسلمان کے ایمان کو مسلسل آزمائش میں ڈالتا ہے اور اس آزمائش میں جتنا جتنا آدمی پورا اترتا جاتا ہے۔ اتنا ہی اتنا اس کا ایمان مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ یہ گویا آزمائش کی آزمائش ہے۔ اور ٹریننگ کی ٹریننگ۔ آپ جب کسی شخص کے پاس امانت رکھواتے ہیں تو گویا اس کی ایمانداری کی آزمائش کرتے ہیں۔ اگر وہ اس آزمائش میں پورا اترے اور امانت میں خیانت نہ کرے تو اس کے اندر امانتوں کا بوجھ سنبھالنے کی اور زیادہ طاقت پیدا ہوتی ہے اور زیادہ امین بنتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی مسلسل ایک مہینہ تک روزانہ بارہ بارہ چودہ چودہ گھنٹے تک آپ کے ایمان کو کڑی آزمائش میں ڈالتا ہے اور جب اس آزمائش میں آپ پورے اترتے

ہیں تو آپ کے اندر اس بات کی مزید قابلیت پیدا ہونے لگتی ہے کہ اللہ سے ڈر کر دوسرے گناہوں سے بھی پرہیز کریں اللہ کو عالم الغیب جان کر چوری چھپے بھی اس کے قانون کو توڑنے سے بچیں اور ہر موقع پر قیامت کا وہ دن آپکو یاد آجایا کرے جب سب کچھ کھل جائے گا اور بغیر کسی رو رعایت کے بھلائی کا بھلا اور برائی کا برا بدلہ ملے گا - یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (بقرہ - ۲۲)

اے اہل ایمان! تمہارے اوپر روزے فرض کئے گئے ہیں - جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے - شاید کہ تم پرہیزگار بن جاؤ ؏

روزے کی ایک دوسری خصوصیت بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ طویل مدت تک شریعت کے احکام کی تعمیل کراتا ہے - نماز کی مدت ایک وقت میں چند منٹ سے زیادہ نہیں ہوتی - زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت سال بھر میں صرف ایک وقت آتا ہے اور وہ بھی صرف مالداروں کے لئے - حج میں البتہ لمبی مدت صرف ہوتی ہے مگر اس کا موقع عمر بھر میں ایک دفعہ آتا ہے اور وہ بھی سب کے لئے نہیں - اِن سب کے برخلاف روزہ ہر سال پورے ایک

مہینہ تک شب و روز شریعتِ محمدی کے اتّباع کی مشق کراتا ہے۔ صبح سحری کے لئے اُٹھو۔ ٹھیک فلاں وقت تک کھانا پینا سب بند کردو۔ دن بھر فلاں فلاں کام کر سکتے ہو اور فلاں فلاں کام نہیں کر سکتے۔ شام کو ٹھیک فلاں وقت پر افطار کرو۔ پھر کھانا کھا کر آرام لو۔ پھر تراویح کے لئے دوڑو۔ اِس طرح ہر سال کامل مہینہ بھر صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک مسلمان کو فوجی سپاہیوں کی طرح پورے قاعدے اور ضابطے میں رکھا جاتا ہے اور پھر گیارہ مہینہ کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ جو تربیت اس مہینہ میں اس نے حاصل کی ہے۔ اس کے اثرات ظاہر ہوں اور جو کمی پائی جائے۔ پھر دوسرے سال کی ٹریننگ میں پوری کی جائے ؛

اس قسم کی تربیت کے لئے ایک ایک شخص کو الگ الگ لے کر تیار کرنا کسی طرح موزوں نہیں ہوتا۔ فوج میں بھی آپ دیکھتے ہیں کہ ایک ایک شخص کو الگ الگ قواعد نہیں کرائی جاتی بلکہ پوری فوج کی فوج ایک ساتھ قواعد کرتی ہے۔ سب کو ایک وقت بگل کی آواز پر اُٹھنا اور بگل کی آواز پر کام کرنا ہوتا ہے تاکہ اُن میں جماعت بن کر متفقہ کام کرنے کی عادت ہو اور اس کے

ساتھ ہی وہ سب ایک دوسرے کی تربیت میں مددگار ہوں
یعنی ایک شخص کی تربیت میں جو کچھ نقص رہ جائے۔ اس کی کمی
کو دوسرا اور دوسرے کی کمی کو تیسرا پورا کردے۔ اسی طرح
اسلام میں بھی رمضان کا مہینہ روزے کی عبادت کے لئے
مخصوص کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ایک وقت میں
سب کے سب مل کر روزہ رکھیں۔ اس حکم نے انفرادی عبادت
کو اجتماعی عبادت بنا دیا۔ جس طرح ایک عدد کو ایک لاکھ سے
ضرب دو۔ تو ایک لاکھ کا زبردست عدد بن جاتا ہے۔ اسی طرح
ایک ایک شخص کے روزہ رکھنے سے جو اخلاقی اور روحانی فائدے
ہو سکتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں آدمیوں کے مل کر روزہ رکھنے
سے وہ لاکھوں کروڑوں گنے زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ رمضان
کا مہینہ پوری فضا کو نیکی اور پرہیزگاری سے بھر دیتا ہے۔
پوری قوم میں گویا تقویٰ کی کھیتی سرسبز ہو جاتی ہے۔ ہر شخص
نہ صرف خود گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ بلکہ اگر اس
میں کوئی کمزوری ہوتی ہے تو اس کے دوسرے بہت سے بھائی
جو اس کی طرح روزہ دار ہیں۔ اس کے پشت پناہ بن جاتے
ہیں۔ ہر شخص کو روزہ رکھ کر گناہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے

اور ہر ایک کے دِل میں خود بخود یہ خواہش اُبھرتی ہے کہ کچھ بھلائی کا کام کرے۔ کسی غریب کو کھانا کھلائے۔ کسی ننگے کو کپڑا پہنائے۔ کسی مصیبت زدہ کی مدد کرے۔ کسی جگہ اگر کوئی نیک کام ہو رہا ہو تو اس میں حصہ لے اور کہیں علانیہ بدی ہو رہی ہو تو اسے روکے ۔ نیکی اور تقویٰ کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے اور بھلائیوں کے پھلنے پھولنے کا موسم آجاتا ہے جس طرح آپ دیکھتے ہیں کہ ہر غلّہ اپنا موسم آنے پر خوب پھلتا پھولتا ہے اور ہر طرف کھیتیوں پر چھایا ہوا نظر آتا ہے ۔ اِسی بنا پر نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :-

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ - آدمی کا ہر عمل خدا کے ہاں کچھ نہ کچھ بڑھتا ہے ۔ ایک نیکی دس گنی سے سات سو گنی تک پھلتی پھولتی ہے ۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ اس سے مستثنیٰ ہے ۔ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں اس کا جتنا چاہوں بدلہ دیتا ہوں ؛

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیکی کرنے والے کی نیت اور نیکی کے نتائج کے لحاظ سے تمام اعمال پھلتے پھولتے ہیں اور انکی

ترقّی کے لئے ایک حد مقرر ہے۔ مگر روزے کی ترقّی کے لئے کوئی حد مقرر نہیں۔ رمضان چونکہ خیر اور صلاح کے پھلنے پھولنے کا موسم ہے اور اس موسم میں ایک شخص نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں مسلمان مل کر اس نیکی کے باغ کو پانی دیتے ہیں۔ اس لئے یہ بیحد وحساب بڑھ سکتا ہے۔ جتنی زیادہ نیک نیتی کے ساتھ اس مہینہ میں عمل کرو گے۔ جس قدر زیادہ برکتوں سے خود فائدہ اُٹھاؤ گے اور اپنے دوسرے بھائیوں کو فائدہ پہنچاؤ گے۔ اور پھر جس قدر زیادہ اس مہینے کے اثرات بعد کے گیارہ مہینوں میں باقی رکھو گے۔ اتنا ہی یہ پھلے اور پھولے گا۔ اور اس کے پھلنے پھولنے کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ تم خود اپنے عمل سے اس کو محدود کر لو۔ تو یہ تمہارا اپنا قصور ہے۔

روزے کے یہ اثرات اور یہ نتائج سُن کر ہر شخص کے دل میں سوال پیدا ہوگا کہ یہ اثرات آج کہاں ہیں؟ ہم روزے بھی رکھتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ مگر یہ نتیجے جو تم بیان کرتے ہو۔ ظاہر نہیں ہوتے۔ اس کی ایک وجہ تو میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اسلام کے اجزاء کو الگ الگ کر دینے کے بعد اور بہت سی نئی چیزیں اس میں ملا

دینے کے بعد آپ ان نتائج کی توقع نہیں کر سکتے جو پورے نظام کی بندھی ہوئی صورت ہی میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری وجہ یہ ہے کہ عبادت کے متعلق آپ کا نقطۂ نظر بالکل بدل گیا ہے۔ اب آپ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ محض صبح سے شام تک کچھ نہ کھانے اور نہ پینے کا نام عبادت ہے اور جب یہ کام آپ نے کر لیا تو عبادت پوری ہو گئی۔ اسی طرح دوسری عبادتوں کی بھی محض ظاہری شکل کو آپ عبادت سمجھتے ہیں اور عبادت کی روح جو آپ کے ہر عمل میں ہونی چاہیئے۔ اس سے عام طور پر آپ کے ۹۹ فی صدی بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمی غافل ہیں۔ اسی وجہ سے یہ عبادات اپنے پورے فائدے نہیں دکھاتیں۔ کیونکہ اسلام میں تو نیت اور فہم اور سمجھ بوجھ ہی پر سب کچھ منحصر ہے ؛

روزہ کا اصل مقصد

ہر کام جو انسان کرتا ہے۔ اس میں دو چیزیں لازمی طور پر ہوا کرتی ہیں۔ ایک چیز تو وہ مقصد ہے۔ جس کے لئے کام کیا جاتا ہے اور دوسری چیز اس کام کی وہ خاص شکل ہے۔ جو اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اختیار کی جاتی ہے۔ مثلاً کھانا کھانے کے فعل کو لیجئے۔ کھانے سے آپ کا مقصد زندہ رہنا اور جسم کی طاقت کو بحال رکھنا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ آپ نوالے بناتے ہیں۔ مُنہ میں لے جاتے ہیں۔ دانتوں سے چباتے ہیں اور حلق سے نیچے اتارتے ہیں۔ چونکہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سب سے زیادہ کارآمد اور سب سے زیادہ مناسب طریقہ یہی ہو سکتا تھا۔ اس لئے آپ نے اِسی کو اختیار کیا۔ لیکن آپ میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ اصل چیز وہ مقصد ہے جس کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے نہ کہ کھانے کے فعل کی یہ صورت۔ اگر کوئی شخص

لکڑی کا برادہ یا راکھ یا مٹی لے کر اس کے نوالے بنائے اور منہ میں لے جائے اور دانتوں سے چبا کر حلق کے نیچے اتار لے تو آپ اسے کیا کہیں گے؟ یہی نا کہ اس کا دماغ خراب ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ احمق کھانے کے اصل مقصد کو نہیں سمجھتا اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ بس فعلِ خوردن کے اِن چاروں ارکان کو ادا کر دینے کا نام کھانا کھانا ہے۔ اسی طرح آپ اس شخص کو بھی پاگل قرار دینگے جو روٹی کھانے کے فوراً ہی بعد حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دیتا ہو اور پھر شکایت کرتا ہو کہ روٹی کھانے کے جو فائدے بیان کئے جاتے ہیں وہ تو مجھے حاصل ہی نہیں ہوتے بلکہ میں تو اُلٹا روز بروز دُبلا ہوتا جا رہا ہوں اور مر جانے کی نوبت آگئی ہے۔ یہ احمق اپنی اس کمزوری کا الزام روٹی اور کھانے پر رکھتا ہے۔ حالانکہ حماقت اس کی اپنی ہے۔ اس نے اپنی نادانی سے یہ سمجھ لیا کہ کھانے کا فعل جتنے ارکان سے مرکب ہے۔ بس ان کو ادا کر دینے ہی سے زندگی کی طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس نے سوچا کہ اب روٹی کا بوجھ اپنے معدے میں کیوں رکھوں؟ کیوں نہ اسے نکال پھینکا جائے تاکہ پیٹ ہلکا ہو جائے؟ کھانے کے ارکان میں ادا کر ہی چکا ہوں۔ یہ احمقانہ خیال جو اس نے قائم کیا اور اس کی

پیروی کی۔ اس کی سزا بھی ظاہر ہے کہ اسے بھگتنی چاہیئے۔ اس کو جاننا چاہیئے تھا۔ کہ جب تک روٹی پیٹ میں جا کر ہضم نہ ہو۔ اور خون بن کر سارے جسم میں نہ پھیل جائے۔ اس وقت تک زندگی کی طاقت حاصل نہیں ہو سکتی۔ کھانے کے ظاہری ارکان بھی اگرچہ ضروری ہیں۔ کیونکہ ان کے بغیر روٹی معدے تک نہیں پہنچ سکتی۔ مگر محض ان ظاہری ارکان سے کام نہیں چل سکتا۔ ان کارروائیوں میں کوئی جادو بھرا ہوا نہیں ہے کہ انہیں ادا کرنے سے بس طلسماتی طریقہ پر آدمی کی رگوں میں خون دوڑنے لگتا ہو۔ خون پیدا کرنے کے لئے تو اللہ نے جو قانون بنایا ہے۔ اسی کے مطابق وہ پیدا ہو گا۔ اس کو توڑو گے تو اپنے آپ کو خود ہلاک کرو گے ۔

یہ مثال جو اس تفصیل کے ساتھ میں نے بیان کی ہے۔ اس پر غور کریں تو آپ کی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ آج آپ کی عبادتیں کیوں بے اثر ہو گئی ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے بھی بارہا بیان کر چکا ہوں سب سے بڑی غلطی یہی ہے کہ آپ نے نماز روزے کے ارکان اور انکی ظاہری صورتوں ہی کو اصل عبادت سمجھ رکھا ہے۔ اور آپ اس خیالِ خام میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ جس نے یہ ارکان پوری طرح ادا کر دیئے۔ اس نے بس اللہ کی عبادت کر دی۔ آپ کی مثال اسی

شخص کی سی ہے جو کھانے کے چار وں ارکان یعنی نوالے بنانا - منہ میں روٹی رکھنا - چبانا اور حلق کے نیچے اتار دینا - بس انہی چاروں کے مجموعے کو کھانا سمجھتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ جس نے یہ چار ارکان ادا کر دیئے ہیں اس نے کھانا کھا لیا اور کھانے کے فائدے اس کو حاصل ہونے چاہئیں - خواہ اس نے ان ارکان کے ساتھ مٹی اور پتھر اپنے پیٹ میں اتارے ہوں یا روٹی کھا کر فوراً قے کر دی ہو - اگر حقیقت میں آپ لوگ اس حماقت میں مبتلا نہیں ہوگئے ہیں تو مجھے بتائیے - یہ کیا ماجرا ہے کہ جو روزہ دار صبح سے شام تک عبادت میں مشغول ہوتا ہے وہ عین اس عبادت کی حالت میں جھوٹ کیسے بولتا ہے ؟ غیبت کس طرح کرتا ہے - اس کی زبان سے گالیاں کیوں نکلتی ہیں ؟ وہ لوگوں کا حق کیسے مار کھاتا ہے؟ حرام کھانے اور حرام کھلانے کے کام کس طرح کر لیتا ہے ؟ اور پھر یہ سب کام کر کے بھی اپنے نزدیک یہ کیسے سمجھتا ہے کہ میں نے خدا کی عبادت کی ہے ؟ کیا اس کی مثال اس شخص کی سی نہیں ہے جو راکھ اور مٹی کھاتا ہے اور محض کھانے کے چار ارکان ادا کر دینے کو سمجھتا ہے کہ کھانا اسی کو کہتے ہیں ؟

پھر مجھے بتائیے - یہ کیا ماجرا ہے کہ رمضان بھر میں تقریباً

۳۶۰ گھنٹے خدا کی عبادت کرنے کے بعد جب آپ فارغ ہوتے ہیں تو اس پوری عبادت کے تمام اثرات شوال کی پہلی تاریخ ہی کو کیوں کافور ہو جاتے ہیں؟ ہندو اپنے تیوہاروں میں جو کچھ کرتے ہیں۔ وہی سب آپ عید منانے میں کرتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ شہروں میں تو عید کے روز بدکاری اور شراب نوشی اور قماربازی تک ہوتی ہے۔ اور بعض ظالم تو میں نے ایسے دیکھے ہیں جو رمضان کے زمانے میں دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو شراب پیتے اور زنا کرتے ہیں۔ عام مسلمان خدا کے فضل سے اِس قدر بگڑے ہوئے تو نہیں ہیں۔ مگر رمضان ختم ہونے کے بعد آپ میں سے کتنے ایسے ہیں۔ جن کے اندر عید کے دوسرے دن بھی تقویٰ اور پرہیزگاری کا کوئی اثر باقی رہتا ہو؟ خدا کے قوانین کی خلاف ورزی میں کونسی کسر اٹھا رکھی جاتی ہے؟ نیک کاموں میں کتنا حِصّہ لیا جاتا ہے اور نفسانیت میں کیا کمی آجاتی ہے؟

سوچئے اور غور کیجئے کہ اس کی وجہ آخر کیا ہے۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ کے ذہن میں عبادت کا مفہوم اور مطلب ہی غلط ہو گیا ہے۔ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ سحر سے لیکر مغرب تک کچھ نہ کھانے اور نہ پینے کا نام روزہ ہے اور بس یہی

عبادت ہے - اِسی لئے روزے کی تو آپ پُوری حفاظت کرتے ہیں - خدا کا خوف آپ کے دِل میں اس قدر ہوتا ہے کہ جس چیز میں روزہ ٹوٹنے کا ذرا سا اندیشہ بھی ہو اس سے بھی بچتے ہیں اور اگر جان پر بھی بن جائے - تب بھی آپ کو روزہ توڑنے میں تامّل ہوتا ہے - لیکن آپ یہ نہیں جانتے کہ یہ بھوکا پیاسا رہنا اصل عبادت نہیں بلکہ عبادت کی صورت ہے - اور یہ صورت مقرّر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ آپ کے اندر خدا کا خوف اور خدا کی محبت پیدا ہو اور آپ کے اندر اتنی طاقت پیدا ہو جائے - کہ جس چیز میں دنیا بھر کے فائدے ہوں - مگر خدا ناراض ہوتا ہو - اس سے آپ اپنے نفس پر جبر کر کے بچ سکیں اور جس چیز میں ہر طرح کے خطرات اور نقصانات ہوں مگر خدا اس سے خوش ہوتا ہو - اس پر آپ اپنے نفس کو مجبور کر کے آمادہ کر سکیں - یہ طاقت اسی طرح پیدا ہو سکتی تھی کہ آپ روزے کے مقصد کو سمجھتے اور مہینہ بھر تک آپ نے خدا کے خوف اور خدا کی محبّت میں اپنے نفس کو خواہشات سے روکنے اور خدا کی رضا کے مطابق چلانے کی جو مشق کی ہے اس سے کام لیتے - مگر آپ تو رمضان کے بعد ہی ہر مشق کو اور ان صفات کو جو اس مشق سے پیدا ہوتی ہیں اس طرح

نکال پھینکتے ہیں جس طرح کھانا کھانے کے بعد کوئی شخص انگلی ڈال کر قے کر دے۔ بلکہ بعض لوگ تو روزہ کھولنے کے بعد ہی دن بھر کی پرہیزگاری کو اُگل دیتے ہیں۔ پھر آپ ہی بتائیے کہ رمضان اور اس کے روزے کوئی طلسم تو نہیں ہیں کہ بس انکی ظاہری شکل پوری کر دینے سے آپ کو وہ طاقت حاصل ہو جائے جو حقیقت میں روزے سے حاصل ہونی چاہیئے۔ جس طرح روٹی سے جسمانی طاقت اسوقت تک حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ معدے میں جا کر ہضم نہ ہو اور خون بن کر جسم کی رگ رگ میں نہ پہنچ جائے۔ اسی طرح روزے سے بھی روحانی طاقت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک کہ آدمی روزہ کے مقصد کو سمجھے نہیں اور اپنے دل و دماغ کے اندر اسکو اترنے اور خیال۔ نیت۔ ارادہ اور عمل سب پر چھا جانے کا موقع نہ دے یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کا حکم دینے کے بعد فرمایا۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ یعنی تم پر روزہ فرض کیا جاتا ہے، شاید کہ تم متقی و پرہیزگار بن جاؤ۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس سے تم ضرور متقی و پرہیزگار بن جاؤ گے۔ اس لئے کہ روزے کا یہ نتیجہ تو آدمی کی سمجھ بوجھ اور اس کے ارادے پر موقوف ہے جو اس کے مقصد کو سمجھے گا اور اس کے ذریعہ سے اصل مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا وہ تو تھوڑا یا

بہت متّقی بن جائے گا - مگر جو مقصد ہی کو نہ سمجھے گا اور اسے حاصل کرنے کی کوشش ہی نہ کریگا۔ اسے کوئی فائدہ حاصل ہونے کی اُمید نہیں:
نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مختلف طریقوں سے روزے کے اصل مقصد کی طرف توجّہ دلائی ہے اور یہ سمجھایا ہے کہ مقصد سے غافل ہو کر بھوکا پیاسا رہنا کچھ مفید نہیں - چنانچہ فرمایا :-

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ

جب کسی نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ہی نہ چھوڑا تو اس کا کھانا اور پانی چھوڑ دینے کی اللہ کو کوئی حاجت نہیں -

دوسری حدیث میں ہے کہ سرکار نے فرمایا -

کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ صِیَامِهٖ اِلَّا الظَّمَأُ وَکَمْ مِنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ قِیَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ

بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ بھوک اور پیاس کے سوا ان کے پلّے کچھ نہیں پڑتا اور بہت سے راتوں کو کھڑے رہنے والے ایسے ہیں کہ اس قیام سے رت جگے کے سوا ان کے پلّے کچھ نہیں پڑتا ؛

اِن دونوں حدیثوں کا مطلب بالکل صاف ہے -اِن سے صاف طور پر معلوم ہوتا کہ محض بھوکا اور پیاسا رہنا عبادت نہیں

ہے - بلکہ اصل عبادت کا ذریعہ ہے اور اصل عبادت ہے خوفِ خدا کی وجہ سے خدا کے قانون کی خلاف ورزی نہ کرنا اور محبتِ الٰہی کی بنا پر ہر اس کام کے لئے شوق سے لپکنا جس میں محبوب کی خوشنودی ہو اور نفسانیت سے بچنا جہاں تک بھی ممکن ہو - اس عبادت سے جو شخص غافل رہا - اس نے خواہ مخواہ اپنے پیٹ کو بھوک پیاس کی تکلیف دی - اللہ تعالیٰ کو اس کی حاجت کب تھی کہ بارہ چودہ گھنٹے کے لئے اس سے کھانا پینا چھڑوا دیتا ؟

روزے کے اصل مقصد کی طرف سرکارؐ اس طرح توجہ دلاتے ہیں کہ :-

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

یعنی جس نے روزہ رکھا - ایمان اور احتساب کے ساتھ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ؎

ایمان کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے متعلق ایک مسلمان کا جو عقیدہ ہونا چاہیئے وہ عقیدہ ذہن میں پوری طرح تازہ رہے اور احتساب کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ہر وقت اپنے خیالات اور اپنے اعمال پر نظر رکھے کہ کہیں وہ اپنے ایمان کے خلاف تو نہیں چل رہا ہے اِن دونوں چیزوں کے ساتھ جو شخص رمضان کے پورے روزے رکھ

لے گا۔ وہ اپنے پچھلے گناہ بخشوا لے جائے گا۔ اِس لئے کہ اگر وہ کبھی سرکش و نافرمان بندہ تھا بھی تو اب اس نے اپنے مالک کی طرف پوری طرح رجوع کر لیا اور اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا ۔

دوسری حدیث میں آیا ہے :-

اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ۔ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ

روزے ڈھال کی طرح ہیں کہ جس طرح ڈھال دشمن کے وار سے بچنے کے لئے ہے۔ اسی طرح روزہ بھی شیطان کے وار سے بچنے کے لئے ہے لہذا جب کوئی شخص روزے سے ہو تو اسے چاہیئے کہ اس ڈھال کو استعمال کرے اور دنگے فساد سے پرہیز کرے۔ اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اس کو کہہ دینا چاہیئے۔ کہ بھائی میں روزے سے ہوں۔ مجھ سے تم یہ توقع نہ رکھو کہ تمہارے اس مشغلہ میں حصہ لوں گا ۔

دوسری احادیث میں حضورؐ نے بتایا ہے کہ روزے کی حالت میں آدمی کو زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنے چاہئیں اور ہر

بھلائی کا شوقین بن جانا چاہیئے۔ خصوصاً اس حالت میں اس کے اندر اپنے دوسرے بھائیوں کی ہمدردی کا جذبہ تو پوری شدت کے ساتھ پیدا ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ وہ خود بھوک پیاس کی تکلیف میں مبتلا ہو کر زیادہ اچھی طرح محسوس کر سکتا ہے کہ دوسرے بندگان خدا پر غریبی اور مصیبت میں کیا گذرتی ہو گی۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ خود سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں عام دنوں سے زیادہ رحیم اور شفیق ہو جاتے تھے۔ کوئی سائل اس زمانہ میں حضورؐ کے دروازے سے خالی نہ جاتا اور کوئی قیدی اس زمانے میں قید نہ رہتا تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا :-

من فطر فیہ صائمًا کان لہٗ مغفرۃ لذنوبہٖ وعتق رقبتہٖ من النار وکان لہٗ مثل اجرہٖ من غیر ان ینتقص من اجرہٖ شیٔ	جس نے رمضان میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا۔ تو یہ اس کے گناہوں کی بخشش کا اور اس کی گردن کو آگ سے چھڑانے کا ذریعہ ہوگا اور اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس روزہ دار کو روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا ۔ اور افطار کرانے والے کو ثواب ملنے سے اصلی روزے دار کے ثواب میں کمی نہ ہوگی ۔

عکسی، رنگین، صحیح، خوشخط
قرآن مجید حمائل شریف
اسلامی مطبوعات
علمی، ادبی، اخلاقی اور دلچسپ
کتابیں، ناول، افسانے۔ دیوان
عورتوں اور بچوں کیلئے مفید لٹریچر
فہرست مفت طلب کریں
تاج کمپنی لمیٹڈ
قرآن منزل
ریلوے روڈ
لاہور